روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 3 ستمبر 2010ء، 23 رمضان 1431 ہجری 3 تبوک 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 185

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہ کی درخواست پر حضور ﷺ نے انہیں لیلۃ القدر میں یہ دعا پڑھنے کے لئے سکھائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ تو بہت بخشنے والا ہے۔عفو کو پسند کرتا ہے اس لئے مجھے بھی بخش دے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو حدیث نمبر3840)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے۔مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے، آقا کی منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے۔اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے۔تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے۔اس کے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت، دھوکا، فریب) سے اس سے لینا چاہتا ہے تو یہ مال بھی مال بالباطل لیتا ہے۔ایک طبیب ہے۔اس کے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لئے اس کا دل نہیں تڑپتا اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا اور جو کچھ اسے نقد مل گیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہوگئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانے والے ہیں۔غرضیکہ سب پیشہ ور حتیٰ کہ چوڑھے چمار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ ان کی ضرورتوں پر ان کو دھوکا دیا جائے۔اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر دوسرے کے ساتھ خود وہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں۔روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے اور تقویٰ حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے۔جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مدنظر رکھ کر مال لیوے اور اسی کے مطابق اسے شے دیوے۔

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے۔واذاسالك عبادی.........(البقرہ 187)

یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا۔لیکن ان کو چاہئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے۔لعلھم یرشدون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان، اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے۔ (خطبات نور ص 146)

حضور انور کا خطبہ عید الفطر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عید الفطر مورخہ 11 ستمبر 2010ء کو پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 2:30 بجے براہ راست نشر ہوگا۔احباب مستفیض ہوں۔

مذہبی تعلیم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''میرے نزدیک ہمیں زیادہ توجہ جس طرف دینی چاہئے وہ تعلیم ہے اور وہ بھی مذہبی تعلیم۔ یہی تعلیم ہماری اولاد کے ہوش وحواس قائم رکھ سکتی ہے ...... ہمارے ملک کے لوگ اس طرح دیوانہ وار یورپ کی تقلید کر رہے ہیں کہ اسے دیکھ کر شرم وندامت سے سر جھک جاتا ہے...... ہمیں نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دوسروں کو بھی بچانے کے لئے یہ کوشش کرنی چاہئے۔''

(الازھار لذوات الخمار نیا ایڈیشن ص213)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

نمایاں کامیابی

مکرم مجید احمد مبشر صاحب ڈی جی ایم (فنانس) آرمی ویلفیئر شوگر ملز بدین تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی قرۃ العین احمد نے حیدرآباد بورڈ کے ایف ایس سی (پری میڈیکل) کے امتحانات 2010ء میں 952 نمبر حاصل کر کے بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔عزیزہ کی بڑی بہن عائشہ احمد نے دو سال قبل حیدرآباد بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔قرۃ العین احمد مکرم چوہدری سعید احمد صاحب لکھن ربوہ کی پوتی اور مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب مرحوم اسلام آباد کی نواسی ہے۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔آمین

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 587

حکم عدل کی عدالت سے ایک حقیقت افروز فیصلہ

راولپنڈی کی مخلص احمدیہ جماعت کے عالی پایہ بزرگوں کی طرف سے مرکز احمدیت قادیان میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے نام یہ مکتوب پہنچا:۔

مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ ”راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ چند احمدی بھائی اس جگہ بیٹھ کر مسائل پر بحث وغیرہ کرتے ہیں اکثر ہفتہ کے بعد ان کو یہ موقع ملتا ہے کہ مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنی جماعت اور حضرت صاحب کے حالات ایک دوسرے سے دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے لیکن ایک بھائی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم اور یہ صیغہ امر ہے ہی پس کیا باہم بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔“

اس مکتوب کے حوالہ سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں 17/اکتوبر 1903ء کو درخواست کی کہ حضور اس مسئلہ میں راہنمائی فرمائیں جس پر حضرت مسیح موعود نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔

ایسی بحث غلطی فہمی سے ہے اصل بات یہ ہے کہ اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز (۔) میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے اور یہ حکم بطور رخصت کے ہے نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی وہ اپنی دکانیں بند رکھتے تھے اس کے رد کے لئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم پر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ (۔) نماز سنتے ہی (۔) میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو اور ہمیشہ کھاتے رہو۔ **غرض یہ حکم اہل کتاب کے رد میں ہے اور اس سے اصل مطب رخصت ہے نہ فرضیت جیسا کہ سنت سے ظاہر ہے۔**

والسلام

مرزا غلام احمد

(الحکم قادیان دارالامان 17/اکتوبر 1904ء صفحہ 6)

(یہ ایک نایاب اور بیش قیمت تحریر سے جو فتاوی مسیح موعود یا تفسیر مسیح موعود میں شامل نہیں ہے۔)

عشاق احمدیت کی شانِ فنائیت

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب دہلوی (1881ء۔1947ء) جیسے عارف ربانی اور محبوب صمدانی کے قلم سے:۔

1۔ ”حضرت مسیح موعود سرآمد عاشقان الٰہی نے فرمایا ہے کہ ؎

کوئی رہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار
تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر انداز و نہ ہونا سست اس میں زینہار

اور پھر آزمائیں۔ کہ دین کی خدمت کس آسانی کس جوش۔ کس شوق اور کس ترقی علم و معرفت کے ساتھ اس وقت ہوتی ہے جب اس خادم کا دل محبت کی آگ سے بھرا ہوا ہو اور جب عاشقانہ بصیرت کے ساتھ وہ اس سلسلہ کے راستہ میں اپنے تئیں فنا کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہو۔

(مربی سلسلہ) ہنگری کی ٹی پارٹی میں میں خود موجود تھا۔ جب اس نے یہ کہا۔ کہ کیا یہ ممکن ہے کہ تین سال خداتعالیٰ کی خدمت کر کے پھر کوئی اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی خدمت کرنی شروع کر دے **اس سہ سالہ وقف کے سچے معنے یہی ہیں کہ ہم اب ساری عمر کے لئے اسی محبوب ازلی کے ہو چکے اور بس میرا دل ان الفاظ کو سن کر محبت کے پاک جذبات سے لبریز ہو گیا اور میں نے بولنے والے کی معرفت کی داد دی۔**

اسی طرح (مربی سلسلہ) سپین کو جب سفیر انگریزی نے بلا کر کمال شفقت سے کہا کہ اب آخری جماعت انگریزی رعایا کی دارالسلطنت میڈرڈ سے خون ریز جنگ کی وجہ سے یہ ملک چھوڑ کر جا رہی ہے۔ تم کو بھی مناسب ہے کہ اس وقت ان کے ساتھ ہی چلے جاؤ۔ ہم نے تمام انتظام حفاظت اور سفر کا لیا ہے پھر ایسا موقعہ نہیں ملے گا۔ اور آئندہ ہر وقت جان کا خطرہ ہے۔ تو اس عزیز نے اس کے جواب میں سفیر مذکور سے کہا کہ۔ اگر کوئی یہاں مرنے ہی کے لئے آیا ہو تو پھر؟ سفیر کی آنکھوں کے آگے سے یکدم پردہ اٹھ گیا اور اس نے اس کا اصلی مقصد پہچان لیا اور بے اختیار کہا کہ ہاں یہ اور بات ہے۔ سو احمدیت ایسا عشق اور ایسا عاشق اپنی قربان گاہ پر مانگتی ہے اور خدا کے فضل سے فوج در فوج ایسے عشاق منتشر شدہ علاقوں میں سے نکل نکل کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی جلائی ہوئی شمع عشق کے گرد پروانہ وار جمع ہو رہے ہیں۔

(اس دور میں حاجی احمد ایاز ہنگری میں اور ملک محمد شریف صاحب گجراتی سپین میں دینی خدمات بجالا رہے تھے۔ ناقل)

پھر کیا خود ہمارے لئے کچھ کم فخر کا مقام ہے کہ شہزادہ عشق سید عبداللطیف صاحب شہید نے جو نمونہ ہماری جماعت کی طرف سے بحیثیت ایک نمائندہ کے پیش کیا ہے اسے ہم میں سے ہر ایک شخص اپنا مشعل راہ بنائے اور ہر وقت اس امر کے لئے آمادہ رہے کہ کب وہ موقعہ آتا ہے۔ جو ہم بھی اسی رنگ سے اسی اخلاص سے اور اسی جوش اور شوق سے اپنے تئیں ہر ممکن قربانی کے لئے پیش کر سکیں۔ ذرا وہ نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب ان کی ناک میں نکیل ڈال کر انہیں کابل کے بازاروں میں پھرایا جا رہا تھا۔ جہاں کسی وقت وہ بادشاہ سے دوسرے درجہ پر عزت اور تکریم کے ساتھ پھرا کرتے تھے اور پھر وہ وقت بھی دیکھو جب ان کو آدھا زمین میں گاڑ کر ان پر سخت اور نوکدار پتھروں سے پتھراؤ کیا جا رہا تھا۔ وہ کیا چیز تھی۔ جس نے ان کو ایک فولادی چٹان کی طرح اپنے عقائد اور ایمان پر قائم رکھا تھا اور سب ذلتوں اور تکالیف کو انہوں نے ہنستے کھیلتے منصور کی طرح برداشت کر لیا تھا؟ **یہ وہی عشق تھا۔ جو ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا اور یہی وہ پُر جوش محبت تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو اپنی نکیل عزت کا تاج اور خونی پتھر گلاب کے پھول معلوم ہوتے تھے۔**

(الفضل 20/اکتوبر 1936ء صفحہ 4)

سیدنا حضرت مسیح موعود نے حضرت شہزادہ مولانا عبداللطیف صاحب کی عظمت شان اور جلالت مرتبت کا ذکر وجد آفریں انداز میں کیا ہے۔ ؎

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے ازیک قدم

میاں بیوی کو قناعت کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”میاں بیوی کے جھگڑے ہیں یہ بھی توکل میں کمی کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں قناعت کا مادہ کم ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے خاوند کی جیب کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کھولے، اپنے دوستوں، سہیلیوں یا ہمسایوں کی طرف دیکھتی ہیں جن کے حالات ان سے بہتر ہوتے ہیں اور پھر خرچ کر لیتی ہیں، پھر خاوندوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ اور دو۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت مزید بگڑتی ہے اور اس قدر بے صبری کی حالت اختیار کر لیتی ہے کہ بعض دفعہ باوجود اس کے کہ دو دو تین تین بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس بے صبری کی قناعت کی وجہ سے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل نہ ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ ایسے لوگ صرف دنیا داری کے خیالات سے ہی اپنے دماغوں کو بھرے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اس وجہ سے یقین بھی کم ہو جاتا ہے اور اگر خداتعالیٰ پر یقین نہ ہو تو پھر اس کے سامنے جھکتے بھی نہیں، اس سے دعا بھی نہیں کرتے۔ تو یہ ایک سلسلہ جب چلتا ہے تو پھر دوسرا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے نہ ہوں ان پر توکل کیسے رہ سکتا ہے۔ تو ایسی عورتیں پھر اپنے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔ خاوندوں سے علیحدہ ہونے کے مطالبے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے لیکن یہ صرف عورتوں کی حد تک نہیں ہے بلکہ ایسے مرد بھی ہیں جن کو مَیں کہوں گا کہ جن میں غیرت کی کمی ہے جو اپنی بیوی سے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ تم جہیز میں جو زیور لائی ہو مجھے دو تا کہ مَیں کاروبار کروں۔ یا جو رقم اگر نقد ہے تو وہ مجھے دو تا کہ میں اپنے کاروبار میں لگاؤں۔

اگر تو میاں بیوی کے تعلقات محبت اور پیار کے ہیں تو آپس میں افہام و تفہیم سے عورتیں دے بھی دیتی ہیں۔ لیکن اگر عورت کو پتہ ہو کہ میرا خاوند نکھٹو ہے۔ اس میں اتنی استعداد ہی نہیں ہے کہ وہ کاروبار کر سکے اور یہ احساس ہو کہ کچھ عرصہ بعد میرا جو اپنا سرمایہ ہے، رقم ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور گھر میں پھر فاقہ زدگی پیدا ہو جائے گی اور وہی حالات ہو جائیں گے تو وہ نہیں دیتیں اور اس سے لڑائی جھگڑے بڑھتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تھوڑی بے غیرتی کی حد آگے بھی چلی جاتی ہے جب ایک دفعہ بے غیرت انسان ہو جائے تو یہ مطالبہ ہو جاتا ہے کہ بیوی کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کافی پیسے والا ہے، امیر ہے اس لئے مجھے اتنی رقم اس سے لے کر دو تا کہ میں کاروبار کروں اور اس میں لڑکے کے گھر والے بھائی بہن وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں جو اس کو اکساتے ہیں کہ تم اس رقم کا مطالبہ کرو۔ تو گویا اب لڑکی کے پورے سسرال کو پالنا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ تو ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں وہ ہمیشہ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے والے اور اس پر توکل نہ کرنے والے اور اس کے احکامات اور تعلیم پر عمل نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادات، جو حق ہے عبادت کرنے کا اس طرح نہ کرنے والے ہوں ان میں کبھی توکل پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جب عائلی معاملات میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان حالات میں بھی عورتوں پر ہی ظلم یہ ہوتا ہے کہ اگر مردوں کی ڈیمانڈ (Demand) پوری نہ کی جائیں تو ان کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہیں“۔

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 51-250)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ستارہ ذوالسنین ۔ دمدار ستارہ

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر ظاہر ہونے والا آسمانی نشان

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

اللہ تعالیٰ کے مامورین کی پیدائش یا بعثت کے وقت بہت سے آسمانی نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بھی ایک ایسا ہی نشان ظاہر ہوا تھا۔ جیسا کہ متی کی انجیل میں لکھا ہے۔

''جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانے میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں۔ یہ سن کر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ یروشلم کے سب لوگ گھبرا گئے۔ اور اس نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیے؟ انہوں نے اس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا ہے کہ

اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا
جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا

اس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلا کر تحقیق کی کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر انہیں بیت لحم کو بھیجا کہ جا کر اس بچے کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو اور جب وہ ملے تو مجھے خبر دو تا کہ میں بھی آ کر اسے سجدہ کروں۔ وہ بادشاہ کی بات سن کر روانہ ہوئے اور دیکھا جو ستارہ انہوں نے پورب میں دیکھا تھا وہ ان کے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ اس جگہ کے اوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ تھا۔ وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور اس گھر میں پہنچ کر اس بچہ کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لبان اور مر اس کی نذر کیا۔ اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پا کر دوسری راہ سے اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔ (متی باب 2)

ہیرودیس کا لقب، فلسطین پر حکومت کرنے والے ان بادشاہوں کے لیے مخصوص تھا جن کا تعلق ادومی قبیلے سے تھا اور یہ لوگ حضرت یعقوبؑ کے بھائی کی اولاد سے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں یہ بادشاہ رومی سلطنت کے ماتحت حکومت کرتے تھے۔ اور مجوسی آسمان پر نشان دیکھ کر اس بادشاہ کے پاس آئے تھے۔ آسمان پر نظر آنے والی وہ چیز کیا تھی جس کو بائبل میں ستارہ کہا گیا ہے۔ یہ ایسی چیز تھی جو کہ عام دنوں میں آسمان پر نظر نہیں آتی اور جب وہ نظر آئی تو آسمان پر حرکت کرتی نظر آتی تھی اور ایک دو ماہ سے زائد عرصہ تک دکھائی دے سکتی ہے۔ یہ نظارا کس چیز کا تھا، اس کے متعلق ماہرین نے بہت تحقیق کی ہے۔ بعض عیسائی تو اسے منفرد معجزہ قرار دیتے ہیں جس کی اور کوئی مثال نہیں ہے۔ لیکن اکثر محققین نے یہ رائے قائم کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر آسمان پر دمدار ستارہ (Comet) نظر آیا تھا اور یہ دمدار ستارہ دو ماہ سے زیادہ عرصہ آسمان پر نظر آتا رہا کیونکہ مجوسی اس زمانہ میں دوسرے ملک سے سفر کر کے فلسطین پہنچ گئے تھے اور ابھی یہ ستارہ آسمان پر سفر کرتا نظر آ رہا تھا۔ اگرچہ متی کی انجیل میں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان میں بعض تفصیلات مبالغہ آمیز بھی ہیں۔ لیکن متی کے اس حوالہ سے یہی رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر آسمان پر دمدار ستارہ دکھائی دیا تھا۔

دمدار ستارے (Comet) کیا ہوتے ہیں؟

مذہبی تاریخ میں دمدار ستارے (Comet) کی کیا اہمیت ہے؟ یہ جائزہ لینے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ دمدار ستارہ کیا ہوتا ہے؟ دمدار ستارے چند سو میٹر سے لے کر 40 کلومیٹر سے کچھ اوپر سائز کے ہوتے ہیں اور یہ مٹی، چٹان اور برف کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہمارے نظامِ شمسی میں موجود کئی دمدار ستارے سورج کے گرد ایک بیضوی صورت کا چکر لگاتے ہیں۔ اس چکر کے ایک سرے پر یہ سورج کے بالکل قریب سے گزرتے ہیں اور دوسری انتہا پر یہ سورج سے بہت دور نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے بعض سورج کے گرد موجود تمام سیاروں سے بھی دور نکل جاتے ہیں اور پھر دوبارہ سورج کے بالکل قریب سے گزرتے ہیں۔ جن دمدار ستاروں کا محور چھوٹا ہوتا ہے وہ یہ محور بیس سال سے کم عرصہ میں مکمل کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو کہ یہ محور دو سو سال تک کے عرصہ میں پورا کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو کہ سورج کے گرد اپنا چکر ہزاروں سالوں میں مکمل کرتے ہیں۔ نظام شمسی میں موجود بے شمار دمدار ستاروں میں سے بہت تھوڑی تعداد ہوتی ہے جسے ہم زمین سے بغیر دوربین یا دیگر آلات کی مدد سے دیکھ سکتے ہیں۔ بعض دمدار ستارے سورج سے اتنا دور نکل آتے ہیں کہ وہ ہمارے نظام شمسی سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتے ہیں اور بعض سورج کے قریب سے گزرتے ہوئے شکست و ریخت کا شکار ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ دمدار ستارے نظامِ شمسی کے اندر کے حصے سے گذرتے ہیں تو سورج کی شعاعوں کے اثر سے ان میں سے بخارات اور ذرات اُٹھتے ہیں جو کہ دمدار ستارے کے اردگرد ایک روشن ہالہ بناتے ہیں جسے COMA کہا جاتا ہے۔ یہ ہالہ بہت بڑے حجم کا بھی ہوسکتا ہے۔ اور چونکہ یہ دمدار ستارے مستقل حرکت میں ہوتے ہیں اس لیے ان دمدار ستاروں کے پیچھے اس ہالہ کی وجہ سے ایک دم بن جاتی ہے جو کہ بعض صورتوں میں 150 ملین کلومیٹر لمبی بھی ہوسکتی ہے۔ بسا اوقات ایک دمدار ستارے کی دو دمیں بھی نظر آتی ہیں۔ ایک دم اٹھنے والی گیس سے بنتی ہے اور ایک دم دمدار ستارے سے اٹھنے والی مٹی سے بنتی ہے۔ اور چند دمدار ستاروں کی ایک تیسری دم بالکل الٹ طرف نظر آ رہی ہوتی ہے۔ اور یہ دمدار ستارے اپنی دموں سمیت آسمان پر چلتے ہوئے نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

احادیث کی کتب میں ذکر

ہم متی کی انجیل میں دمدار ستارے کا موجود ذکر تو کر چکے ہیں۔ عربی میں اس ستارے کو ذوالسنین بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث کی کتب میں بھی ان ستاروں کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ '' مہدی کے خروج سے قبل مشرق سے ایک ستارہ نکلے گا جس کی چمکتی ہوئی دم ہوگی''۔

(عقد الدر فی اخبار المنتظر، مؤلف یوسف بن یحیٰ بن علی، ناشر مکتبہ عالم الفکر، قاہرہ 1979ء ص 111، فی الفصل الثالث فی الصوت والهدة المعمة والحوادث)

اور حضرت کعبؓ سے ہی یہ روایت الفتن مصنفہ نعیم بن حماد میں اس طرح درج ہے۔

عن كعب انه قال يطلع نجم من المشرق قبل خروج المهدى له ذناب

حضرت کعب سے روایت ہے مہدی کے خروج سے قبل مشرق سے ایک ستارہ نکلے گا جس کی ذناب ہو گی۔ لفظ ذناب کا مطلب ہے وہ رسی جس سے اونٹ کی دم باندھی جائے اور چیز کے پچھلے حصے کو بھی ذناب کہتے ہیں۔

(الفتن تالیف نعیم بن حماد بن معاویہ، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت طبعة ثانیه، باب ما یذکر من علامات من السماء فیها فی انتقاع ملك بنی عباس ص152)

حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامورین کی آمد پر جو آسمانی نشانات ظاہر ہوتے ہیں، ان کے بارے میں بہت سی روایات معروف تھیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور میں آسمان پر ایک نورانی ستون دکھائی دیا جس پر لوگوں میں یہ باتیں شروع ہوئیں کہ یہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب خواجہ شریف الدین حسین صاحب نے اس بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں خط لکھا اور آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا

''تم نے ستون کی نسبت جو مشرق کی طرف پیدا ہوا تھا۔ دوبارہ دریافت کیا ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ خبر میں آیا ہے عباسی بادشاہ جو حضرت مہدی کے ظہور مقدمات میں سے ہے خراسان میں پہنچے گا۔ مشرق کی طرف قرن ذوسنین طلوع کرے گا۔ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ستون مذکور کے دو سر ہوں گے۔ یہ پہلے پہل اس وقت طلوع ہوا تھا جب حضرت نوحؑ کی قوم ہلاک ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں طلوع ہوا تھا جبکہ ان کو آگ میں ڈالا تھا اور فرعون اور اس کی قوم کے ہلاک ہونے کے وقت بھی طلوع ہوا تھا اور حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰة والسلام کے قتل کے وقت بھی طلوع ہوا تھا۔ جب اس کو دیکھیں۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں فتنوں کی شر سے پناہ مانگیں۔ یہ سفیدی جو مشرق کی طرف سے طلوع ہوئی تھی۔ اول ستون منور کی صورت میں تھی۔ بعد ازاں ٹیڑھی ہو کر سینگ کی مانند ہوگئی۔ شاید اسی اعتبار سے فرمایا ہو کہ اس سینگ کے دونوں طرف دانتوں کی طرح باریک ہوگئے تھے۔ ان دونوں طرفوں کو دو سر اعتبار کریں۔۔۔۔۔۔

یہ طلوع اس طلوع سے الگ ہے۔ جو حضرت امام مہدی کے آنے کے وقت پیدا ہوگا۔ کیونکہ حضرت مہدی صدی کے بعد آئیں گے اور ابھی سو میں اٹھائیس سال گزرے ہیں۔

نیز حدیث میں حضرت امام مہدی کی علامتوں میں آیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک ستارہ طلوع کرے گا۔ جس کا دم نورانی ہوگا۔ یہ ستارہ جو طلوع ہوا ہے شاید وہی ہے۔۔۔۔''

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ ترجمہ قاضی عالم الدین ص 226، مکتوب 68)

جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوب میں تحریر ہے مختلف روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں وقوع پذیر ہونے والے مختلف اہم واقعات کے وقت خاص طور پر ان واقعات کے وقت جن کا تعلق مامورین کی زندگی یا ان کے لیے ظاہر ہونے والے نشانات سے تھا، آسمان پر دمدار ستارے کو دیکھا گیا تھا۔ ان روایات میں دمدار ستارے کو اس کی ساخت کی وجہ سے قرن یعنی سینگ کا نام دیا گیا ہے۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ ستارہ اس وقت دکھائی دیا تھا جب حضرت نوحؑ کی قوم غرق کی گئی تھی، جب حضرت ابراہیمؑ کو ان کی قوم نے آگ میں ڈالا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کے لشکر کو ہلاک کیا

تھا اور جب حضرت یحیٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا۔
(الفتن تالیف نعیم بن حماد بن معاویہ، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت طبعة ثانیه، باب ما یذکر من علامات من السماء فیها فی انقطاع ملک بنی عباس ص148)

حضرت مسیح موعود کے چند ارشادات

حضرت مسیح موعود کی مبارک زندگی کے دوران بھی دمدار ستارہ ایک سے زائد مرتبہ ظاہر ہوا تھا۔ اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ جس وقت یہ ستارے ظاہر ہوئے، ان سالوں میں یا اس کے قریب کون سے اہم واقعات ہوئے جو کہ جماعت کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس ستارے ذوالسنین کے ظاہر ہونے کا ذکر کئی مرتبہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

’’ایک اور نشان یہ بھی تھا کہ اس وقت ستارہ ذوالسنین طلوع کرے گا۔ یعنی ان برسوں کا ستارہ جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی وہ ستارہ جو مسیح ناصری کے ایام (برسوں) میں طلوع ہوا تھا۔ اب وہ ستارہ بھی طلوع ہو گیا ہے جس نے یہودیوں کے مسیح کی اطلاع آسمانی طور سے دی تھی‘‘۔ (ملفوظات جلد اص 31)

حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں

’’تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کے طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدت ہوئی ہے کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسی کو دیکھ کر بعض عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آ گیا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 22 ص 205)

حضرت مسیح موعود چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’......چنانچہ وہ ستارہ 1882ء میں نکلا اور انگریزی اخباروں نے اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ یہی وہ ستارہ ہے کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا‘‘۔ (روحانی خزائن جلد 23 ص 330)

اگست 1907ء میں ایک دمدار ستارہ دیکھا گیا۔ حضرت مسیح موعود کی مبارک مجلس میں اس ستارے کا ذکر آیا تو آپ نے ایک دوست سے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے دمدار ستارہ دیکھا ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کی کہ اب تک تو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے ارشاد فرمایا:۔

’’ضرور دیکھنا۔ آج ہی دیکھنا وہ ایک نہیں دو ہیں۔ میں نے بھی دیکھے تھے۔ ایک چھوٹا ہے اور ایک بڑا ہے۔ تین بجے سے دکھائی دینا شروع ہوتا ہے۔ مفسروں نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب بہت ستارے ٹوٹے تھے تو اس سے کچھ عرصہ بعد آنحضرت ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ جو ستارے وغیرہ ہوتے ہیں ان کا اثر زمین پر ضرور ہوتا ہے۔ میرے دعوے سے پہلے اس قدر ستارے ٹوٹے تھے کہ ایسی کثرت آگے کبھی نہیں ہوتی تھی۔ میں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ ستاروں کی آپس میں ایک قسم کی لڑائی ہوتی تھی۔ کوئی سو دو سو ایک طرف تھے اور سو دو سو ایک طرف تھے۔ ہمارے لیے گویا وہ ایک پیش خیمہ تھے۔ اس طرف سے اُس طرف نکل جاتے تھے اور اُس طرف سے اِس طرف نکل جاتے تھے۔ میرے خیال میں تو کسوف وخسوف کا بھی خاص اثر زمین پر ہوتا ہے۔ دمدار ستارے کا پیدا ہونا ایک خارق عادت امر ہے۔ آسمان پر اس کا ظاہر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ زمین پر بھی ضرور کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوگا۔ آئندہ زمین پر جو خارق عادت نشان ظاہر ہونے والے ہوتے ہیں ان کے لیے یہ پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ اس طرف ہمیں الہام بھی ہو رہے ہیں کہ آئندہ خارق عادت نشان ظاہر ہونے والے ہیں اور کل جو میں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک ستارہ ٹوٹا ہے اور سر پر آ گیا ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ ضرور اس کی کوئی تعبیر ہو گی۔ ذوالسنین ستارہ کی نسبت جب نکلا تھا تو انگریزی اخبار والوں نے لکھا تھا کہ یہ وہی ستارہ ہے جو حضرت عیسیٰ کے زمانے میں نکلا تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 261,260)

1835ء میں نکلنے والا Comet

جیسا کہ پہلے حضرت مسیح موعود کا ارشاد درج کیا گیا ہے کہ ایک نمایاں ستارہ ذوالسنین 1882ء میں ظاہر ہوا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی مبارک زندگی کے دوران دمدار ستارہ ایک سے زائد مرتبہ ظاہر ہوا تھا۔ ہم ان میں سے بعض کو یہاں درج کر کے دیکھیں گے کہ ان کا اہم تاریخی واقعات سے کوئی تعلق نظر آتا ہے کہ نہیں۔

تحقیق کے مطابق حضرت مسیح موعود کی پیدائش 1835ء میں ہوئی تھی اور 1835ء میں ہی Halley Comet ظاہر ہوا تھا۔ یہ دمدار ستارہ ہر 75 یا 76 سال بعد زمین سے آلات کی مدد کے بغیر دیکھا جا سکتا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا سال حتمی طور پر معلوم نہیں ہے، اس لیے اس بات کا تعین ممکن نہیں ہو سکا کہ آپ کی پیدائش پر کونسا دمدار ستارہ دیکھا گیا تھا۔ بعض محققین کے نزدیک یہ ستارہ Halley Comet بھی ہو سکتا ہے۔ گو کہ اکثر نے اس بات سے اختلاف کیا ہے کیونکہ موجودہ حساب کی رو سے یہ دمدار ستارہ 12 قبل مسیح میں ظاہر ہوا تھا۔ لیکن ابھی بھی بعض محققین Halley Comet کو ان ستاروں میں سے سمجھتے ہیں جن کے متعلق امکان ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر نظر آیا تھا۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیں The Star of Bethlehm, by Colin Humphrey , Science and Christian Belief,Vol5(October 19950:83-101)

یہ مضمون انٹرنیٹ پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

1835ء میں Halley Comet کے ظاہر ہونے کی تفصیلات مندرجہ ذیل جرائد میں دیکھی جا سکتی ہیں جو کہ انٹرنیٹ پر موجود SAO/NASA DATABASE پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں

Royal Astronomical Society , Vol. 3 December 11 , 1835 , No.18. p 138

Royal astronomical Society , Vol3, May 8 1835,no 15 p 114)

1874ء میں نکلنے والا Comet

یوں تو ایک دہائی میں دو تین مرتبہ دمدار ستارہ ممکنہ طور پر دکھائی دے سکتا ہے لیکن 1880ء میں بہت کم وقفہ سے دمدار ستارے دکھائی دینے لگے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے اسی سلسلہ میں 1882ء کا نمایاں اور تاریخی دمدار ستارہ بھی دکھائی دیا۔

اس سلسلہ سے پہلے 1874ء میں ایک روشن دمدار ستارہ (Comet) دکھائی دیا۔ یہ ستارہ جون کے آغاز سے لے کر اگست کے آخر تک دکھائی دیتا تھا۔ یہ ستارہ 20 جون کو زمین اور سورج کے درمیان سے گزرا اور اس کے بعد غائب ہونے تک صرف جنوبی نصف کرہ ارض سے دکھائی دیتا رہا۔ اور یہی وہ سال تھا جس میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود کو ایک جماعت عطا ہونے کی خوشخبری عطا کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔

یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے‘‘۔ (تذکرہ ص 14)

1860ء سے لے کر 1879ء تک یعنی 20 سال کے دوران صرف تین ایسے Comet دکھائی دیئے تھے جن کی چمک علم فلکیات کی رو سے Magnitude 0 یا اس سے زائد تھی۔ لیکن 1880ء سے ان کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور تین سال کے دوران اتنی چمک کے چار دمدار ستارے دکھائی دیئے اور ان میں 1882ء کا تاریخی دمدار ستارہ بھی شامل تھا۔ جو تمام دمدار ستاروں میں ایک انفرادی شان رکھتا تھا۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ 1880ء کا سال وہ سال تھا جس میں براہین احمدیہ کی پہلی جلد کی اشاعت ہوئی تھی۔ اور اس تصنیف کے پہلے دو حصہ 1880ء میں اور تیسرا حصہ 1882ء میں اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع ہوئے تھے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں یہ حضرت مسیح موعود کی شائع ہونے والی پہلی کتاب تھی گو کہ اس سے قبل آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 ص 191)

براہین احمدیہ کی اشاعت پر اور الہام ماموریت پر نکلنے والے ستارے

1880ء کی 31 جنوری کو ایک دمدار ستارہ دکھائی دیا اور یہ ستارہ 15 فروری 1880ء تک آلات کی مدد کے بغیر دیکھا جا سکتا تھا (علم فلکیات میں اس دمدار ستارے کا نام C/1880C1 ہے)۔ 22 مئی 1881 کو جنوبی افق پر ایک نیا دمدار ستارہ نظر آنا شروع ہوا جو کہ جولائی 1881ء تک نظر آتا رہا۔ اسے Comet Tebbut بھی کہا جاتا ہے (علم فلکیات میں اس کا نام C/1881 K1 ہے)۔ مئی 1882ء میں ایک اور دمدار ستارہ نظر آنا شروع ہوا اور یہ ستارہ جولائی 1882ء تک نظر آتا رہا۔ (علم فلکیات میں اس کا نام C/1882 F1 ہے)۔ 1882ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس سال کے دوران پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور بنایا گیا ہے۔ (تذکرہ ص 35) اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اس سال کے دوران پہلے ایک دمدار ستارہ طلوع ہوا تھا اور پھر اس کے بعد اسی سال ایک اور Comet ظاہر ہوا جو علم فلکیات کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اسے تاریخ میں اس کی اہمیت کے پیش نظر Great September Comet of 1882 یعنی ستمبر 1882ء کا عظیم دمدار ستارہ (Comet) کہا جاتا ہے۔

1882ء میں نظر آنے والا عظیم Comet

یہ comet ستمبر 1882ء کے شروع میں ہی نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ یکم ستمبر کو اس ستارے کو Gulfof Guinea میں Cape of Good Hope پر دیکھا گیا۔ 3 ستمبر 1882ء کو نیوزی لینڈ میں بھی یہ دمدار ستارہ (Comet) نظر آیا۔ اس کے بعد پوری دنیا میں اسے مختلف مقامات پر دیکھا جاتا رہا۔ سب سے پہلے جس ماہر فلکیات نے اسے باقاعدہ کسی رصدگاہ میں دیکھا وہ W.H.Finlay تھے جنہوں نے اس دمدار ستارے کو Cape of Good Hope کی رصدگاہ میں 8 ستمبر 1882ء کو طلوع آفتاب سے قبل دیکھا۔ اس کے بعد یہ ستارہ جلد ہی دنیا بھر کی رصدگاہوں اور ماہرین فلکیات کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اور اس وقت کے علم فلکیات کے تمام جریدے اس پر تحقیق اور نوٹس شائع

کرنے لگ گئے۔ اس وقت یہ ستارہ سورج کی سمت میں اپنے محور کی انتہا کی جانب بڑھ رہا تھا۔ شروع کے دنوں میں اس کی چمک میں جلد اضافہ ہونے لگا۔ ابتدائی دنوں میں اسے انگلستان کی رصد گاہوں سے دیکھنا مشکل ہو گیا تھا کیونکہ وہاں پر گھنے بادل چھائے ہوئے تھے لیکن اسے جنوبی یورپ یعنی اٹلی اور سپین میں اور الجزائر میں بآسانی دیکھا جا رہا تھا۔ اس Comet میں ماہرین کی دلچسپی اتنی بڑھ چکی تھی کہ جب انگلستان میں اسے بادلوں کی وجہ سے دیکھنا مشکل ہو گیا تو ایک ماہر فلکیات Maurice Mallet غبارے پر چڑھ کر بادلوں سے اوپر گئے تا کہ اس دمدار ستارے کا تجزیہ کر سکیں۔ پہلے تو یہ ستارہ صرف دن چڑھنے سے قبل طلوع آفتاب کے وقت نظر آتا تھا لیکن جلد ہی اس کی چمک اتنی بڑھ گئی اور یہ اتنا نمایاں ہو گیا کہ دن کے وقت جب کہ سورج پوری طرح نظر آ رہا ہوتا تو بھی اس کو زمین سے بآسانی دیکھا جا سکتا تھا اور اس کی چمکدار دم بھی بہت نمایاں نظر آ رہی تھی۔ 17 ستمبر کو سپین میں Reus کے مقام پر لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ ستارہ اتنا چمکدار ہو چکا تھا کہ سورج سے مغرب کی طرف ہلکے بادلوں میں سے بھی نظر آ رہا تھا۔ پھر 17 ستمبر 1882ء کو ہی یہ ستارہ اپنے محور کی انتہا کو عبور کر کے سورج کی دوسری طرف آ گیا۔ اور اس کے متعلق یہ حساب لگایا گیا ہے کہ یہ سورج سے تین لاکھ میل کے فاصلے پر سے گزرا تھا۔

جب یہ ستارہ اپنے محور کی انتہا (Perihelion) کو عبور کر چکا اور سورج سے دور ہٹنے لگا تو اس کی چمک کی شدت میں کمی آنے لگی لیکن اس کے باوجود فروری 1883ء تک اسے دوربین کی مدد کے بغیر دیکھا جا سکتا تھا اور آخری مرتبہ اسے دوربین کی مدد سے قرطبہ میں یکم جون 1883ء کو ایک ماہر فلکیات B.A.Gould نے دیکھا اور پھر یہ تاریخی دمدار ستارہ نظر آنا بند ہو گیا۔ ستاروں کی چمک ماپنے کا یونٹ magnitude کہلاتا ہے۔ اور منفی کی طرف یہ جتنا بڑھتا جائے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ وجود اتنا ہی زیادہ چمکدار تھا۔ اس دمدار ستارے کا Magnitude اپنے عروج پر 17- تھا۔ جبکہ چودھویں کے چاند کا Magnitude اپنے عروج پر 14- ہوتا ہے۔ اس طرح اس کا سائز تو ظاہر ہے کہ چاند سے بہت چھوٹا تھا لیکن اس کی چمک چاند کی انتہائی چمک سے بھی زیادہ تھی۔ اپنے محور کی انتہا (Perihelion) کو عبور کرنے کے بعد اس ستارے کا مرکز (Nucleus) لمبا ہونا شروع ہوا اور پھر یہ دیکھا گیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں جو کہ دو دندانوں کی صورت نظر آتے تھے اور بالآخر اس کے پانچ ٹکڑے ہو گئے۔ جن کی چمک کبھی زیادہ اور کبھی کم ہو جاتی تھی۔

کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ Comet تو ہر دہائی میں دو تین دفعہ دکھائی دیتے ہیں تو 1882ء کے ستارے کو غیر معمولی کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ ستارہ اتنا غیر معمولی تھا اور اس کی چمک اتنی تھی کہ اسے گزشتہ ہزار سال کے دوران سب سے غیر معمولی Comet قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ W.R. Brooks Observatory کے ماہر فلکیات John E. Bortle نے اپنے مقالے The Bright Comet Chronicles میں گزشتہ دو سو سال کے دمدار ستاروں کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے بارے میں لکھا ہے۔

Brightest,most extraordinary comet in over 1000 years

یعنی ہزار سال سے زائد کے عرصہ میں یہ ظاہر ہونے والا سب سے چمکدار اور غیر معمولی دمدار ستارہ تھا۔ (یہ مقالہ انٹرنیٹ میں موجود ہے اور اس میں گزشتہ دو سو سال میں ظاہر ہونے والے نمایاں دمدار ستاروں کی تفصیلات موجود ہیں)

ویسے تو دمدار ستارہ سورج کے ساتھ افق پر سفر کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن جب 1882ء کا یہ ستارہ پہلی مرتبہ دیکھا گیا تھا تو اس وقت مشرقی افق پر دیکھا گیا تھا۔

David A.Seargent نے کتاب The greatest comets in history: broom stars and celestial scimitars لکھی ہے اور اس میں دمدار ستاروں کی تاریخ کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ معلوم تاریخ میں دو ادوار میں نمایاں دمدار ستارے غیر معمولی زیادہ تعداد میں ظاہر ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک دور 1874ء سے لے کر 1887ء تک تھا اور معلوم تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے اگر صدیوں کے اعتبار سے دیکھا جائے تو انیسویں صدی عیسوی کے دوران اور پھر بیسویں صدی عیسوی کے دوران ان ستاروں کی غیر معمولی کثرت رہی ہے۔

نوٹ: حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ظاہر ہونے والے Comets کا مندرجہ بالا ذکر کرتے ہوئے صرف ان Comets کو شامل کیا گیا ہے جو کہ دوربین کی مدد کے بغیر نظر آ جاتے تھے اور جن کی چمک Magnitude0 سے زیادہ تھی۔ ان سے مدھم Comets کو اس تجزیہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

(مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کیجئے)

The greatest comets in history: broom stars and celestial scimitars مصنفہ David A. Seargent ص126

Great september Comet C/1882 R1 by Gary W. Kronks

Great Comet of 1882: Wikipedia

The Great Comet of 1882, Observatory :1882 ,no67 p 319-325 Royal Astronomical Society Vol. XLIII,November 10.1882 ,No.1.p32

The Bright Comet Chronicles, International Comet Quarterly , by John E. Bortle 1998

(مندرجہ بالا تمام حوالے انٹرنیٹ پر موجود ہیں)

اس کے بعد 1887ء میں بھی ایک دمدار ستارہ دکھائی دیا۔ اور 18 جنوری 1887ء سے لے کر 30 جنوری 1887ء تک دکھائی دیتا رہا۔ اور صرف جنوبی نصف کرہ ارض سے دکھائی دیا۔ اس کے نظر آنے سے تقریباً دو سال کے بعد حضرت مسیح موعود نے پہلی بیعت لی اور جماعت کا باقاعدہ قیام ہوا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی مبارک زندگی میں 1901ء میں پھر ایک Comet ظاہر ہوا۔ یہ 12/اپریل کو ظاہر ہوا اور 24 مئی تک دکھائی دیتا رہا۔ یہ ستارہ جنوبی نصف کرہ ارض میں دکھائی دیا۔ اسے Comet Viscara کہا جاتا ہے۔ یہ وہ سال ہے جس کے دوران پہلی مرتبہ ایک احمدی یعنی حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کی۔

1908ء میں نظر آنے والا Comet

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ 1907ء میں بھی Comet دکھائی دیا جو کہ حضرت مسیح موعود کی وفات سے چند ماہ قبل تک دکھائی دیتا رہا۔ حضرت مسیح موعود کی مبارک مجلس میں اس ستارے کے نکلنے کا ذکر ہوا تھا اور حضور نے اس کو دیکھنے کی تاکید بھی فرمائی تھی۔ اس Comet کو 10 جون 1907ء کی صبح کو ایک ماہر فلکیات Zacheus Daniel نے پہلی مرتبہ Princeton کی رصد گاہ میں دیکھا تھا جولائی کے وسط تک اس کی چمک میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا اور یہ آلات کی مدد کے بغیر نظر آنے لگا اور اس کی ایک کافی لمبی دم بھی نظر آنے لگی۔ یہ Comet طلوع فجر سے پہلے نظر آتا تھا یکم اگست کو یہ زمین سے اپنے کم ترین فاصلے یعنی 70 ملین میل سے گزرا۔ 4 ستمبر کو یہ ستارہ اپنے محور کی انتہا سے گزرا اور اس وقت اس کا سورج سے فاصلہ 48 ملین میل تھا۔ اگست کے آخر کے بعد اس کی چمک میں کمی آنے لگی تھی۔ لیکن اسے مختلف رصد گاہوں میں مئی 1908ء تک دیکھا گیا اور ماہرین اس کے فاصلے کے متعلق حساب لگاتے رہے۔ واضح رہے کہ مئی 1908ء کا مہینہ وہ مہینہ تھا جس میں حضرت مسیح موعود کا وصال ہوا۔

Spectrum of Comet Daniel 1907) d ,Maria Mitchell Observatory , NASA Astrophysics Data System

Comet Daniel 1907 d(Daniel) by O.C. Wendell ,Maria Mitchell Observatory , NASA Astrophysics (Data System

اس قسم کے معاملات میں نتیجہ نکالتے ہوئے بہت سی ذوقی باتیں بھی درمیان میں آ جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ایک واقعہ کو بہت اہمیت دے اور دوسرا شخص اسے اپنی سوچ کے مطابق محض اتفاق قرار دے۔ اس لیے اس مضمون میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے محض حوالے اور حقائق درج کر دیے جائیں اور نتیجہ پڑھنے والے پر چھوڑ دیا جائے۔

زندگی کا جام

اے شہیدو تم پہ ہوں لاکھوں سلام
پی لیا ہے زندگی کا تم نے جام
جرأت و مردانگی سے جان دی
ہو گئے قربان مہدی کے غلام
خون دے کر تم نے دیں زندہ کیا
مل گیا ہے تم کو اب اعلیٰ مقام
یاد رکھیں گے تمہیں ہم بھی ہمیش
رحمتیں بھیجیں گے ہم تم پر مدام
لکھا جائے گا تمہیں تاریخ میں
دین کے روشن ستارے شاد کام
دائمی تم زندگی سب پا گئے
ہو گیا تم سب کا اچھا اختتام
خون کے قطروں سے مولا پیدا کر
پھول پھل اور زندگی کے شیریں جام
ہے دعا مومن کی اے رب حفیظ
تو حفاظت کر ہماری صبح و شام

خواجہ عبدالمومن

ن ۔ ی ۔ کینیڈا

بھائی جان مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب

پیارے بھائی جان کی شخصیت کا تصور جب بھی میرے ذہن میں آتا ہے تو ایک ایسا پیار کرنے والا مسکراتا چہرہ نہایت خوبیوں کا مجسمہ نیک سیرت وجود سامنے آجاتا ہے ان کی محبت بھری گود میں پل بڑھ کر جوان ہونے والی لاڈلی بہن ان کا ذکر خیر بیان کرتے ہوئے اپنی کیفیت بتا نہیں سکتی (اس وقت آنکھوں میں آنسو امڈ آئے) ان کی یاد میں کچھ تحریر کر رہی ہوں۔

مورخہ 15 نومبر 2009ء کو قریباً دو بجے دوپہر لندن ہسپتال میں ہفتہ عشرہ زیر علاج رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کے بہترین استاد ہونے کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا۔ حضور نے آپ کے چہرے پر محبت بھرا ہاتھ رکھ کر بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ آپ میرے استاد بھی تھے اور میرے دل میں آپ کی عزت وقدر ہے اور مغفرت کی دعا دی۔

بھائی جان کا انجام بخیر دیکھ کر دل کو بہت تسلی ہو جاتی ہے کہ زندگی کے آخری سانسوں میں چھوٹے بھائی صباح الدین نجم کو بتایا کہ قادیان میں مجھے حضرت مسیح موعود بلا رہے ہیں اور میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ ان آخری لفظوں کے ساتھ ہی ہم سب کو خدا حافظ کر کے ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ شفقت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آپ 26 دسمبر 1935ء کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے آپ کے والد (میرے ابا جان) ماسٹر چراغ الدین صاحب عارف والا ضلع ساہیوال کے گورنمنٹ ہائی سکول میں استاد تھے۔ بھائی جان نے میٹرک عارف والا سے ہی پاس کیا پھر ایف اے بی اے کے بعد بی ایڈ لاہور سے پاس کیا۔ 1960ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بطور انگلش ٹیچر ملازمت کا آغاز کیا۔ چونکہ بہت محنتی اور بلا کے ذہین تھے اسی لئے دوران ملازمت ایم اے پھر ایم ایڈ پاس کر لیا۔ امتحانات نمایاں پوزیشن میں پاس کئے سکول میں سینئر ٹیچرز میں شامل ہوتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر بن کر ربوہ سے باہر جانا نہ چاہتے تھے۔ اس لئے بہت قابل بھی تھے اور سینئر بھی تھے تو لہٰذا محکمہ تعلیم نے آپ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ہی ہیڈ ماسٹر کے گریڈ کے مساوی گریڈ (سبجیکٹ سپیشلسٹ) کا گریڈ دے دیا۔ 1995ء میں اسی گریڈ سے اپنے سکول سے قواعد کے مطابق 60 سال کی عمر میں باوقار طریق سے ریٹائرڈ ہوئے۔ جماعتی کاموں کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے۔ ملازمت کے دوران ہی زندگی وقف کر دی اور بقیہ ساری عمر زندگی وقف کے طور پر گزار دی۔ 1961ء میں نظام وصیت سے منسلک ہو گئے اور تادم واپسیں اسی عہد پر پوری طرح کاربند رہے اور ادائیگی کا بروقت التزام رکھا۔ بھائی جان پورے خاندان میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اپنی بیشمار خوبیوں اور اوصاف کے علاوہ حلقہ خاندان میں ریشم کی طرح نرم تھے، ہر غریب کمزور کے ساتھ دلی ہمدردی غمگساری اور دل کھول کر ان کی مدد کرنا ان کا شیوہ تھا اپنے سکول ٹیچرز کے ساتھ بھائیوں کی طرح سلوک کرتے تھے ان کے گہرے دوستوں میں چوہدری اللہ بخش صاحب صدر عمومی ربوہ ہیں جن کو ہم اب بھی بھائی جان بشارت کی طرح سمجھتے ہیں عزت واحترام سے ان سب ٹیچرز کو ہم دیکھتے ہیں جن کے ساتھ بھائی جان نے وقت گزارا، بھائی جان ایک نہ بھولنے والی شخصیت ہیں۔

بچپن میں جو ٹائم میں نے بھائی جان کے ساتھ گزارہ سب تو تحریر نہیں کر سکتی لیکن ایک وقت تھا جب میں بھائی جان کے پاس پڑھنے کے لئے آئی تھی ربوہ کے پاکیزہ ماحول میں اپنے بڑے بھائی کے زیر تربیت نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں داخلہ لیا، سکول کالج کے بعد بطور ٹیچر ربوہ میں ہی پڑھاتی رہی۔ ایک دن میں سکول ناشتہ کئے بغیر چلی گئی۔ بھائی جان کو علم ہوا تو ناشتہ سکول بھجوایا اور ہیڈ مسٹریس کو لکھا کہ نصرت کو ناشتہ کروا دیں اور نصیحت کریں کہ ناشتہ کئے بغیر سکول نہ جایا کرے۔ تین دن اسی طرح ناشتہ بھجواتے رہے، پیار اور نرمی سے سمجھاتے رہے، میں شلغم نہیں کھاتی تھی اس لئے میں نے بہانہ کر دیا کہ میں کیوں ناشتہ نہیں کرتی پھر اس دن کے بعد ہر روز میرے کھانے اور ناشتے کا خاص خیال رکھتے تھے اور ہر وقت پوچھتے رہتے تھے کہ نصرت نے روٹی کھائی یا نہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کا بہت خیال کرتے تھے۔ ہر روز پڑھاتے سکول میں اچھے نمبروں سے پاس ہونا صرف اور صرف بھائی جان کی محنتوں کا نتیجہ تھا ہر پیپر چیک کرنا امتحان سے پہلے تیاری کروانی میرے محسن بھائی نے ہماری یعنی سارے بہن بھائیوں کی خوشیوں کا خیال رکھا۔ پیارے بھائی جان کی ساری فیملی بھابھی اور بچوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا میرے پیاری بھابھی جو میری خالہ زاد بہن بھی ہیں۔ انہوں نے بچپن میں ہمیں بہت پیار سے بھائی جان کے ساتھ ہر مشورہ کے ساتھ ہماری تعلیم کو مکمل کیا۔ میرے دو بھائی بھی میرے ساتھ بھائی جان کے گھر تعلیم حاصل کرتے تھے بہت ہی پیار سے اس گھر میں دن گزارے آپ کا گھر ایک جنت کی طرح نظر آتا تھا۔ وقت ایک سایہ دار درخت کے نیچے پُرسکون طریقے سے گزرا۔ ابا جان کی وفات کے بعد بھائی جان نے ہمیں یتیمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ایک چھتری کی مانند ہم پر محبت کا سایہ رکھا۔

زندگی خوشیوں سے یوں گزری کہ وقت تیزی سے گزر گیا شادی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ ان کے ساتھ پیارے بھائی کا پیار اور بھی بڑھ گیا۔ 1989ء میں میرے گردے میں تکلیف شروع ہو گئی۔ ڈاکٹر کے مشورے کے بعد بھائی جان نے مجھے ہسپتال داخل کروا دیا۔ مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے گردہ نکالنے کا آپریشن کر دیا۔ میرے نیک سیرت بھائی جان بہت دعائیں کرتے رہے اور صبح اٹھ کر بزرگوں کے نام خط لکھتے تھے اور صدقہ دیتے تھے اور پھر ان خطوں کو ہر ایک کے گھر پہنچا کرتے حتیٰ کہ ڈاکٹروں کو خط دے کر پھر میرا ناشتہ لے کر بھابھی کے ساتھ ہسپتال آتے تھے بھائی جان اور بھابھی کا آپس میں بہت پیار تھا۔ ہر کام مل کر مشورہ سے کرتے تھے۔ میرے بچوں کو بھابھی اور بھائی جان نے بہت سنبھالا کیونکہ میرے میاں ان دنوں لندن میں مقیم تھے۔ 5 سال تک میرا اور میرے بچوں کی ذمہ داریوں کا خیال رکھا۔ پھر ہم کو میرے میاں نے سپانسر کر لیا اور ہم کینیڈا آ گئے۔ بھائی جان بہت اداس ہو گئے لیکن تقدیر کا فیصلہ تھا کہ ہم بچھڑ گئے۔ اداسی کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ فون پر بات کرنے کی بجائے روتے تھے۔ 1995ء میں دوبارہ ربوہ جانے کا اتفاق ہوا اور ایک رحم دل باپ کی طرح اپنے گھر میں رکھا اور بہت ہی شفقت کے ساتھ بھابھی اور بھائی جان نے خدمت کی تین ماہ بعد ایک بیٹے کی منگنی بھائی جان کی بیٹی سے کر کے واپس آ گئی پھر 2000ء میں بیٹے کی شادی کر کے بھائی جان کی نشانی سب سے چھوٹی بچی کو گھر لے آئی پھر چھوٹے بیٹے کی شادی بھی بھائی جان کے گھر جا کر کی میرے تینوں بچوں کے رشتے بھائی جان نے ہی کروائے میرے سارے کام مکمل کرنے کے بعد ایک دن مجھے فون آیا کہ میری طبیعت بہت خراب رہتی ہے مجھے مل جاؤ میں نے سمجھا کہ اداس رہتے ہیں اس لئے اکثر بلاتے رہتے ہیں تسلی دینے کے بعد فون بند ہو جاتا تھا۔ دن بدن طبیعت خراب ہوتی چلی گئی۔ فکر وغم سے دن گزرتے رہے دعائیں کرتے رہے۔ ایک دن بھائی جان کا فون آیا کہ اگر تم نہیں آتی تو کوئی بات نہیں ادھر نہیں تو بہشتی مقبرے تو ملیں گے سارے گھر والے بہت گھبرائے اور روتے رہے بھائی جان کو پاکستان مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج رکھنے کے بعد سارے گھر والوں کے مشورہ سے لندن بلوا لیا گیا۔ لندن میں اپنے اکلوتے بیٹے وجاہت احمد کے گھر پانچ ہفتے قیام کے بعد ہسپتال داخل کروا دیا گیا اور ایک ہفتہ کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میں، میرا بیٹا اور میری بیٹی یعنی (بہو) بھائی جان کے ساتھ تین مہینے تک رہے بہت سی یادوں کو سمیٹ کر میں تو اکتوبر میں واپس آ گئی لیکن ان کی بیٹی اپنی بہو کو چھوڑ آئی۔ جب ہم ان کو ملنے کے لئے لندن گئے تو ڈاکٹروں نے بتایا ہوا تھا کہ ان کو کینسر کی تکلیف ہے یہ صرف دو ماہ زندہ رہیں گے لیکن ہم کو ان کی صحت دیکھ کر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ہم سب بہن بھائی اور بچے ان کی طرف دیکھتے تو ہمیں تسلی دیتے لطیفے سناتے شعر سناتے بچپن کے گزرے دن یاد کرتے کبھی ہنستے کبھی روتے۔ اکثر ہمیں تسلی دینے کے لئے یہ شعر سنایا کرتے۔

دنیا تو اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

اکٹھے اٹھتے بیٹھتے، کھانا کھاتے چلتے پھرتے محفل کی رونق تھے۔ اللہ کے حوالے کر کے واپس آئی تو دل برابر دھڑکتا رہا کہ اب بھی بھائی جان کی خبر آئی۔ دعائیں بہت کیں لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونا تھا اور تقدیر غالب آئی اور آپ اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اپنے فضل اور کرم سے اپنے اس بندے پر فرشتوں کے ذریعہ رحمتوں کا سلوک کرے وہ ساری عمر اسی کے بندوں کی خدمت کرتے ہوئے آخر اسی کے حضور حاضر ہو گئے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بندہ جو سب سے بے حساب محبت کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے حساب نہ لے اور بے حساب جانے دے۔ آپ سے شفقت اور مغفرت کا سلوک کرے۔ ہم دو بہنیں اور چار بھائی تھے اب تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہیں۔ آپ کی بیوی بچوں کا خدا تعالیٰ خود حافظ وناصر ہو اور ہم سب کو صبر عظیم عطا فرمائے۔

تیز ترین گول

1982ء کے ورلڈکپ کے کوالیفائنگ راؤنڈ میں شاندار کھیل پیش کر کے ورلڈکپ میں آنے کے بعد انگلینڈ کی ٹیم کو اس وقت دھچکا لگا، جب اس کے دو اہم ترین کھلاڑی Trevor Brooking اور Kevin Keegan میچ شروع ہونے سے پہلے ہی اَن فٹ ہو گئے۔ ایسے وقت میں ٹیم کو ایک ایسا کھلاڑی درکار تھا جو کہ ان کی جگہ پُر کر سکے۔ نگاہ انتخاب Bryan Robson پر آ کے ٹھہری اور اسے فرانس کے خلاف میچ میں کھیلنے کا موقع دیا گیا۔

اس روز Bryan Robson نے گیم شروع ہوتے ہی گیند کو اپنے قبضے میں کیا اور صرف 27 سیکنڈ میں لوگوں نے گیند کو فرانس کے گول کے جال سے ٹکراتے دیکھا۔ یہ گول اب تک کے کھیلے جانے والے ورلڈکپ کے علاوہ کسی بھی میچ کا تیز ترین گول مانا جاتا ہے۔ تاہم تیز ترین گول اسکور کرنے کے باوجود انگلینڈ یہ میچ جیت نہ سکا۔ گویا ان 27 سیکنڈ کے بعد فرانس نے انگلینڈ سے گول کرنے کا حق ہی چھین لیا تھا۔

(سنڈے ایکسپریس 6 جون 2010ء)

مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی

نماز ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو زیادہ تر ان لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے جو نماز کی فرضیت کے تو قائل ہیں مگر اس کی حقیقت سے بکلی غافل ہیں یا پھر وہ نماز کو محض ظاہری اتحاد و اجتماع کا ایک ذریعہ خیال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ابتدائے (-) میں لوگوں کو احکام سنانے اور انہیں قومی و ملکی ضروریات سے واقف کرنے کے لئے اکٹھا کرنے کی ضرورت تھی اور انہیں دنیاوی مصروفیات بھی اس قدر نہ تھیں۔ قریباً فارغ تھے اسی لئے بار بار جمع کر کے مسائل سمجھانے کے لئے نماز فرض کر دی گئی اور اس کا عادی بنایا گیا کہ چھوٹے بڑے کو ایک جا جمع کر کے باہم متحد کیا جاوے اور چونکہ آجکل قومی و ملکی ضروریات کے سمجھنے کے لئے کتابیں اخبارات اور ٹریکٹ اور علوم جدیدہ کی کثرت ہے اور لوگ دنیاوی علوم میں ترقی کر گئے ہیں اور معاشیات وغیرہ امور میں منہمک زیادہ ہیں۔ اس لئے نمازوں کی ضرورت نہیں رہی۔ بوڑھا ہونے پر یہ کام کر لیا جائے یا دنیاوی کام کاج سے گونہ فراغت ہو تو اس طرح توجہ کر لی جائے۔ بس یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ نہ خود نماز کے عادی ہوتے ہیں۔ نہ اپنی اولاد کو نماز کا عادی بناتے ہیں اور اب نوبت بایں جا رسید کہ تعلیم یافتہ لوگ نماز کے تارک زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

اس سوال کے مختلف جوابات دیئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً کبھی تو یہ جواب بھی کافی ہوگا کہ نماز اس لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے مومنو! تم نماز قائم کیا کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔ یہ جواب ایسے شخص کے لئے کافی ہے جسے خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین ہے۔ اس کی محبت کا چراغ اس دل میں روشن ہے جو اپنے آپ کو خدا کا محتاج سمجھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنا محسن گردانتا ہے۔

اور کبھی اس سوال کا یہ جواب بھی کافی ہوگا کہ آنحضرت ﷺ جن کے متعلق ہمارا ایمان و یقین ہے کہ وہ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ وہ خدا کے حبیب ہیں۔ وہ لولاک لما خلقت الافلاک کی شان رکھتے ہیں۔ ان کا یہ حکم ہے کہ اے میرے ماننے والو میری امت کہلانے والے میرا کلمہ پڑھنے والو۔ میری محبت کا دم بھرنے والو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم نماز کو نہ چھوڑنا۔ اسے تمام شرائط کے ساتھ بجالاتے رہنا۔ کیونکہ ؎

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

کہ قیامت کے دن جب تمام مخلوق خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگی۔ اس دن پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا کہ تم نے نماز سے اپنی وابستگی کیسی رکھی ہے؟

اس سوال کا ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ مذہب (-) جس کے ہم نام لیوا ہیں۔ جس کی طرف ہم خود کو بڑے فخر کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ اس مقدس مذہب کے اولین متبعین نے اپنے خون سے اس کی آبیاری کی۔ وہ خدا کے پیارے اسی نماز کے عادی تھے۔ یہی نماز ان کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی۔ اسی نماز کے ذریعہ وہ ہر مشکل میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ ان تینوں جذباتی مگر تجرباتی جوابات کے بعد میں وہ جوابات پیش کرتا ہوں جو عقلی طور پر یا مادی رنگ میں دیئے جاسکتے ہیں۔

چوتھا جواب اس سوال کا کہ ہمیں نماز پڑھنا کیوں ضروری ہے۔ یہ ہے کہ نماز ہماری روح کی بالیدگی کا باعث ہے۔ نماز سے ہم روحانی تاب و توانائی حاصل کرتے ہیں۔ گویا نماز ہماری روحانی غذا ہے۔

اب میں اصل جواب کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جس خدا نے ہمارا جسم بنایا اور اس کی طاقت و مضبوطی کے لئے غذا بنائی جسے ہم کھا کر توانائی حاصل کریں۔ اس خدا نے ہماری روح کی طاقت و مضبوطی کو بھی ضرور سامان کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ رحمان و رحیم آقا ہمارے فانی جسم کی طاقت و مضبوطی کے لئے سینکڑوں ہزاروں قسم کے سامان تو پیدا کر دیتا۔ مگر باقی و غیر فانی چیز روح کے لئے کوئی سامان پیدا نہ کرتا۔ جس سے وہ روح طاقت و توانائی حاصل کرے۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس احکم الحاکمین ارحم الراحمین خدا تعالیٰ نے ہماری روح کی غذا کا سامان بھی کر دیا ہے اور وہ روحانی غذا کے سامان بھی سینکڑوں ہزاروں قسم کے ہیں۔ جس سے ہماری روح طاقت حاصل کرتی اور اپنے مقصد حیات کو پانے کی کوشش کرتی ہے۔ ان غذاؤں میں سے بہترین غذا نماز ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی غذا نہیں ہے۔

جائے غور ہے کہ جب ہم اپنے جسم کی صحت و توانائی کی خاطر عمدہ غذا حاصل کرنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں۔ حالانکہ ہمیں یقین ہے اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جسم انسانی مٹی میں دفن کیا جاتا اور کیڑوں کی خوراک بنتا ہے۔ گویا وہ قطعی فانی چیز ہے تو ہم اپنی روح کی خاطر عمدہ غذا کی فکر میں کیوں کوشاں نہ ہوں جبکہ ہمارا اعتقاد بھی ہو کہ ہماری روح غیر فانی ہے اور اسی کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا عرفان حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایک حدیث میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؐ نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ بتاؤ اگر تمہارے گھر کے دروازے سے مصفا پانی کی نہر گزرتی ہو جس میں تمہیں ہر روز غسل کرنے کا موقعہ ملے تو کیا تمہارے جسم پر کوئی ناپاکی و گندگی یا میل رہ سکے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں رہ سکے گی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ جو شخص پانچ وقت خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی صفات کا ذکر کرتا۔ اپنی عاجزی کا اعتراف کرتا۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا۔ اپنی روح کی صفائی طلب کرتا ہے۔ اس کے دل میں گندگی کہاں رہ سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس مثال میں جہاں نمازوں کی ضرورت و اہمیت اور اعلیٰ نتائج پر روشنی ڈالی ہے۔ وہاں نماز کے صحیح طور پر پڑھنے کی توجہ بھی دلائی ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک شخص جسمانی صفائی و خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے بعض قسم کے اہتمام اور رکھ رکھاؤ کرتا ہے۔ تب اپنا مقصد حاصل کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح نماز سے اپنی روح کی صفائی و پاکیزگی کا طالب بھی جب تک نماز کے لئے خاص قسم کے اہتمام اور رکھ رکھاؤ کا خیال نہ رکھے گا وہ ہرگز اپنا مطلب حاصل نہیں کر سکے گا۔

اس حقیقت کے پیش نظر سمجھ لینا چاہیئے کہ جو لوگ بظاہر نماز پڑھتے ہیں مگر نماز سے وہ فوائد حاصل نہیں کرتے جو حاصل کرنے چاہئیں یا جو نتائج لازمی ہیں ان نتائج کو وہ اپنی روح اور اپنے قلب میں نہیں پاتے تو وہ سمجھ لیں کہ جو نماز خدا تعالیٰ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے یا جس نماز کی تلقین اس ہادی برحق نے کی ہے وہ نماز ہم سے ادا نہیں ہو رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم فوائد و نتائج سے محروم ہیں۔ اس سوال کا چھٹا جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ نماز سے ہماری روح کو تسکین اور ہمارے قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ یہ تسکین و اطمینان کئی پہلوؤں سے ہے۔ اول وضو سے کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جب خیالات کا اجتماع ایک چیز پر ہو جاتا ہے تو اس کے مختلف حصوں سے جہاں اعصاب کے سرے ختم ہوتے ہیں (Nerves Ends) اس کی طاقت ضائع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور خیالات میں پراگندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر پانی کا چھینٹا دیا جائے تو اعصاب کو سکون حاصل ہو کر خیالات مجتمع ہو جاتے ہیں"۔ گویا وضو کے ذریعہ خیالات کے انتشار کو روک کر ایک گونہ ذہنی سکون کا سامان کیا گیا ہے۔

دوئم نماز والی جگہ پر کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ دینے کے بعد اس کے لئے فرحت و خوشی کا سامان ہے۔ کیونکہ ایک نمازی گویا خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ کسی سے بات نہیں کرتا۔ ادھر ادھر جھانکنا منع ہو جاتا ہے۔ گویا نماز پڑھنے والا کلی طور پر عبادت میں محو ہو جاتا ہے۔ دوسرے کے سلام کا بھی جواب نہیں دے سکتا۔ غرض اللہ اکبر کہہ دینے کے ساتھ ہی نمازی کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ میں خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اسے یکسوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی وجہ سے عرض معروض کر لینے کا موقع مل جانے پر فرحت اور طبیعت میں ایک گونہ خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا عمدہ عبادت اور اعلیٰ درجہ کی نیکی یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کی عبادت اس احساس و یقین کے ساتھ بجالائے کہ گویا تو اسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہے اور اس کے جمال کا نظارہ کر رہا ہے۔ لیکن اگر تو جہت خداوندی میں ابتدائی مرحلہ پر ہے۔ تو کم از کم یہ احساس تیرے دل میں ضرور ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی نظر مجھ پر پڑ رہی ہے اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

ایک نمازی جب انتہائی عجز و نیاز سے خدا تعالیٰ کی صفات بیان کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام خلوص و محبت سے پڑھتا ہے۔ رکوع و سجود میں اس کے حضور دعائیں کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حبیب اپنے آقا و مولیٰ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ مومن بندوں کے حق میں بلندی درجات کی دعا کرتا ہے اور اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کمزوریوں کوتاہیوں کے معاف کئے جانے اور بہتر سے بہتر راہنمائی اور توفیق حاصل کرنے کی دعا کرتا ہے تو اس کے دل کو کمال لذت ملتی ہے اور بہت بڑی تسکین و راحت حاصل ہوتی ہے۔ انہی مذکورہ بالا بلکہ اس سے بھی زیادہ بابرکت امور اور لذات روحانیہ کی وجہ سے ہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا "قرۃ عینی فی الصلوٰۃ"، یعنی مجھے تو اپنے دل کا سرور۔ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اپنی روحانی لذت نماز میں ہی نظر آتی ہے۔

اس سوال کا ساتواں جواب یہ بھی ہے کہ (-) نماز لقاء الٰہی کا باعث ہے یعنی انسانی غرض پیدائش اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں نے انسانوں کو اس غرض و مقصد کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ میں ان کا مطلوب ہوں۔ میری طرف متوجہ ہوں۔ میری طرف آئیں اور مجھے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تمام ہادیان مذاہب نے اپنے اپنے وقت میں اپنی قوم کو اسی بات کی تلقین کی ہے کہ اے لوگو خدا کی طرف آؤ۔ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اس کو حاصل کرو۔ اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کرو۔ اس کے نور سے منور ہو جاؤ۔

جب ہم تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل کی گہرائیوں سے اپنی پیدائش کا مقصد معلوم کرنا چاہیں تو ہماری فطرت سلیمہ اپنی اندرونی محبت الٰہی کی چنگاری کی بنا پر جو روز ازل سے ہمارے اندر رکھی گئی ہے۔ یہی جواب دے گی کہ میں کسی مطلوب کی تلاش میں ہوں۔ ہم دنیا میں اس فطرتی آواز کی بناء پر اپنے گردو پیش یہ نظارے دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص اس اندرونی تڑپ کو پورا کرنے کے لئے آگ کی پوجا کر رہا ہے کوئی سورج کو دیوتا سمجھ کر اس کے آگے سمادھی لگائے ہوئے ہے۔ کوئی جنگل اور ویرانے میں یاھُو کر کے اپنی پیاس بجھا رہا ہے۔ کوئی مندر میں گھڑیال کے شور سے اپنے دل کو تسلی دیتا ہے کہ میری روح شاید اسی طرح عالم بالا کی طرف پرواز کر سکے کوئی مسجد میں اپنی جبین نیاز کو رگڑ رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک مناجات میں خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ؎

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

الغرض فطرت کی اس آواز کی بناء پر مجبور ہو کر لوگوں نے اس محبوب ازلی کو حاصل کرنے کے لئے کئی راستے اور کئی طریق تجویز کر رکھے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات محمد عربی ﷺ نے فرمایا اے سفلی زندگی میں گھرے ہوئے لوگو اے مادی دنیا میں جکڑے ہوئے لوگو تم اگر خدا تعالیٰ کو پانا چاہتے ہو۔ اگر تم اس العلی العظیم ہستی کی طرف عروج کرنا چاہتے ہو تو فقط یہی صورت ہے کہ تم نماز ادا کیا کرو۔ کیونکہ الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز جو تمام شروط کے ساتھ ادا کی جاوے۔ وہی ان کے عالم بالا میں جانے کے لئے سیڑھی کا کام دیتی ہے۔ جیسے کسی اونچی جگہ پر بغیر کسی سیڑھی کے پہنچنا مشکل ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ جیسی بلند و بالا ہستی کے حضور بجز نماز کے پہنچنا مشکل ہے۔ نمازیں پڑھو پوری شرطوں سے ادا کرو۔ پھر دیکھو تم خدا تعالیٰ کو پا لو گے۔ اپنے مقصد زندگی کو حاصل کر لو گے۔ ورنہ اس کے بغیر ناممکن ہے کہ تم اس مطلوب حقیقی کو پا سکو۔ اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں فرمایا......

ایک مومن اور کافر کے درمیان نماز ہی فرق کا باعث ہے۔ مومن کا یہ عقیدہ ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ میں نے اپنے معبود کو پانا ہے۔ میں نے اپنے محبوب کو ملنا ہے۔ پس اس لئے وہ اس کو ملنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ اس کی بتائی ہوئی راہوں اور طریق پر چلتا ہے اور ان تمام راستوں میں بہتر خدا تعالیٰ کا اپنا بتایا ہوا راستہ نماز ہے۔ جو اس کو اختیار کرتا ہے وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچا ہے اور جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے خدا کو ملنا ہے۔ مگر اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کو اپناتا نہیں ہے۔ تو گویا وہ عمل سے اپنے معبود کا انکار کر رہا ہے۔ اس کا دعویٰ محبت الٰہی کا قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں نماز ادا کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

(الفضل 2 مارچ 1952ء)

عینک کا استعمال

غالباً مغربی اقوام نے تیرہویں صدی میں پہلی بار عینک استعمال کی۔ مارکو پولو نے جو ایک اطالوی تاجر اور سیاح بھی تھا۔ اپنے سفرنامے میں لکھا کہ چین کے لوگ 275ء سے عینک پہنتے آرہے ہیں۔ پندرہویں صدی میں چھپی ہوئی کتابیں دستیاب ہونے کے بعد سے عینک کی طلب میں مزید اضافہ ہو گیا۔ تاہم سولہویں صدی کے دوران، لوگوں نے دور کی اشیاء کو صاف طور پر دیکھنے کے لئے بھی عینک ہی استعمال کی۔ 1784ء میں ایک امریکی سائنسدان بینجمن فرینکلن نے دو ماسکی عدسے ایجاد کئے۔ جن میں ایک عدسہ نزدیک جبکہ دوسرا عدسہ دور دیکھنے کے لئے ہوتا تھا۔

صاحب رشد و سعادت۔ حلیم الطبع اور فراخ دل

میرے والد محترم عبدالرشید خان صاحب

عبدالسمیع خان

میرے والد محترم عبدالرشید خان ایک حلیم الطبع فراخ دل، محنتی اور ہمدرد خلائق وجود تھے۔ جتنا عرصہ آپ کی رفاقت میں گزرا یہ ساری خوبیاں بہترین انداز سے آپ کی زندگی میں مشاہدہ کیں جو اور بہت سی خوبیوں کا باعث بنیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی وفات پر سب کی زبانوں پر آپ کی تحسین تھی۔

ابتدائی حالات

آپ کی پیدائش 5 راگست 1933ء کو خوشاب میں ہوئی اور 10 راپریل 2010ء کو وفات پا گئے اس طرح آپ نے قریباً 77 سال کی عمر پائی۔

آپ کے والد محترم حافظ عبدالکریم خان صاحب خوشابی تھے اور دادا حضرت مولوی فتح دین صاحب حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔ مکرم عبدالکریم خان صاحب سکول ماسٹر اور غیر از جماعت احباب کے امام مسجد تھے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد وفات پا گئے تھے اس لئے وہ احمدیت سے لاعلم رہے۔ انہوں نے 30-1929ء میں اپنے 72 مقتدیوں سمیت جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اور پھر بہت استقامت کے ساتھ جماعت کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دیں۔

آپ نے 40 سال تک مسلسل رمضان میں قرآن شریف تراویح میں سنایا۔ لمبا عرصہ سیکرٹری مال اور صدر جماعت رہے۔ آپ نے 1981ء میں ربوہ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

میری دادی کا نام خدیجہ بیگم تھا جو سالہا سال لجنہ خوشاب کی صدر رہیں۔ بیسیوں بچوں کو قرآن شریف پڑھایا۔ آپ کی وفات 16 فروری 1974ء کو ہوئی اور آپ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

تعلیم اور ملازمت

والد محترم نے میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول خوشاب (اس وقت ضلع شاہ پور) سے مارچ 1950ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے بعد پٹوار کے امتحان میں مئی 1951ء میں کامیابی حاصل کی۔ آپ کی پہلی تقرری 26 نومبر 1951ء کو بطور نائب پٹواری ہوئی۔ 20 نومبر 1953ء کو موضع اوترا میں پٹواری مقرر ہوئے۔ 1959ء میں قانون گو اور 1967ء میں گرداور مقرر ہوئے۔ اپنی محنت، دیانت اور نیک نامی کی بنیاد پر ترقی کرتے چلے گئے۔ نائب تحصیلدار اور پھر تحصیلدار ہوئے۔

سب افسران کو پتہ تھا کہ یہ احمدی ہیں۔ اس لئے باوجود بہت سے مخالفین کے افسران ان کی دیانت اور ریکارڈ کیپنگ کی وجہ سے انہیں پسند کرتے تھے اور چھوڑنے پر راضی نہ تھے۔

دیانتداری

وہ ایسے محکمہ میں تھے جہاں رشوت کا دور دورہ ہوتا ہے اور لوگ سالوں میں جائیدادیں بناتے اور محلات کھڑے کر لیتے ہیں۔ مگر والد صاحب نے احمدیت کی تعلیم کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا اور ساری عمر میں 10 مرلے کا ایک مکان بنایا جو کئی سال قسطوں میں تعمیر ہوتا رہا۔ مگر ان کی روحانی جائیداد بے پناہ ہے اور خدا نے انہیں ہر قسم کے فضلوں اور رحمتوں سے نوازا جس کے پھل ہم کھا رہے ہیں۔

ملازمت کے سلسلہ میں سرگودھا، خوشاب، میانوالی، چکوال اور فیصل آباد کے مختلف علاقوں میں رہے اور ہر جگہ اپنی نیک یادیں چھوڑیں۔ خود سفر کی اور قیام و طعام کی بہت مشقت اٹھائی مگر اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت کے لئے خوشاب اور پھر ربوہ میں رکھا خوشاب میں بیت الذکر کے قرب میں رہائش تھی اور ربوہ میں دارالعلوم وسطی کی بیت کی تعمیر میں حصہ لیا جو گھر کے بہت قریب ہے۔

خدمات دینیہ

زندگی کا بڑا حصہ تو خوشاب اور ربوہ میں گزرا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دراصل سفر میں ہی گزرا اور سرکاری ملازمت کی نسبت سے متعدد جگہوں پر تعینات رہے مگر جہاں بھی رہے جماعتی خدمت پر مستعد رہے۔ آپ کے قلمی رجسٹر سے جن خدمات اور عہدوں پر کام کی تفصیل ملتی ہے وہ یہ ہیں۔

☆سیکرٹری مال جماعت احمدیہ قائد آباد 1953ء، 1962ء، 1966ء

☆قائد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب شہر 1953,54ء، نومبر 1956ء تا اکتوبر 1959ء

☆نگران مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ خوشاب 1962ء

☆سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن جماعت خوشاب 15 جولائی 1966ء تا 16 راپریل 1967ء نیز 1969ء

☆سیکرٹری وصایا جماعت خوشاب 1967ء تا 1969ء

☆سیکرٹری وقف جدید و تحریک جدید جماعت خوشاب 1969ء

☆سیکرٹری تحریک جدید دارالعلوم شرقی ربوہ اکتوبر 1973ء تا جون 1979ء

☆سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید دارالعلوم وسطی ربوہ 1979ء تا 1985ء

☆صدر موصیان دارالعلوم وسطی 1995ء تا 1998ء

☆صدر محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ جولائی 1998ء تا جون 2009ء

☆صدر ماحول کمیٹی دفتر امور عامہ 1993ء تا 1995ء

☆سیکرٹری مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی 1995ء تا آخر

☆حضور نے بعض مالی معاملات کے سلسلہ میں ایک انکوائری کمیشن بھی 1992ء میں بنایا جس کے 4 ممبران میں سے ایک والد صاحب محترم کو بھی مقرر فرمایا۔

آپ کو 5 دفعہ مجلس مشاورت ربوہ میں بطور نمائندہ شمولیت کا اعزاز ملا۔ 1954ء اور 1969ء میں جماعت احمدیہ خوشاب 1964ء میں جماعت احمدیہ قائد آباد نیز 2000ء اور 2003ء میں جماعت ربوہ کی طرف سے نمائندگی کی۔

نماز باجماعت

نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔ سفروں میں بھی نماز کا خیال رکھتے۔ گھر میں قیام کے دوران ہم نے انہیں ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے پایا۔ نماز سے کافی وقت پہلے تیاری کرتے۔ بیوی بچوں کو تلقین کرتے اور بیت الذکر پہنچ جاتے اور درس سن کر واپس آتے۔

حالت قیام میں تہجد کے لئے اٹھتے اور لمبی دعائیں کرتے۔ تلاوت روزمرہ کا معمول تھا ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھتے تاکہ قرآنی احکام سے واقفیت ہوتی رہے۔

مکرم مبارک احمد صاحب ظفر نے خاکسار کے نام تعزیتی خط میں لکھا کہ ان کی شخصیت کا ایک خاص پہلو جو ہمیشہ میرے ذہن پر نمایاں رہا ہے اور رہے گا وہ ہے بیت الذکر میں آ کر باجماعت نماز ادا کرنا۔

پھر لکھا کہ آپ کے اباجی اور بیت لطیف کا ایک خاص تعلق تھا جسے میں نے محسوس کیا۔ آپ کے اباجی کا نام ذہن میں آئے تو بیت لطیف یاد آجاتی ہے اور اگر بیت لطیف ذہن میں آئے تو آپ کے اباجی یاد آجاتے ہیں۔

بیت الذکر کے اسی تعلق کو مکرم فضل الٰہی صاحب انوری نے جرمنی سے یاد کیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ جب ہم ربوہ دارالعلوم شرقی اور وسطی میں آئے تو ہماری قریب ترین بیت الذکر صادق تھی۔ کچھ عرصہ بعد دارالعلوم شرقی کی بیت نور میں جانا شروع ہوئے۔ پھر بیت خلیل تعمیر ہوئی تو اس میں جانے لگے ساتھ ساتھ محلہ کی اپنی بیت الذکر کی تعمیر کی کوشش جاری رہی۔ موجودہ بیت کے مقام پر پہلے ایک تھڑا بنایا

گیا۔ پھر ایک نیم پختہ سی عمارت کھڑی ہوئی پھر صدر صاحب محلّہ مکرم عبداللطیف خان صاحب، والد صاحب اور دیگر اہل محلّہ کی انتھک محنت سے یہ بیت وجود میں آئی۔ صدر محلّہ بننے کے بعد والد صاحب نے کئی اضافے کروائے اور سہولتیں بھی مہیا کیں۔

مالی قربانی

مالی قربانی میں بہت نمایاں حصہ لینے والے اور باقاعدہ تھے وصیت اور دیگر تمام چندہ جات شرح کے مطابق اور بروقت ادا کرتے۔ ان کی رسیدیں سنبھال کر رکھتے۔ اس سلسلہ میں مرکز کو لکھے جانے والے تمام خطوط کی کاربن کاپی رکھتے یا ہاتھ سے اس کی نقل تیار کرتے۔ اسی طرح مرکز سے آمدہ تمام خطوط تاریخ وار محفوظ رکھتے۔

تحریک جدید کے دفتر دوم میں 19 سال تک باقاعدگی سے حصہ لیا اور مرکز کی طرف سے ان کے نام یہ خط جاری کیا گیا کہ آپ کا نام دفتر دوم کے 19 سالہ مجاہدین کی فہرست میں درج کرلیا گیا ہے۔

صد سالہ جوبلی فنڈ کی تحریک پر پہلے 1400 روپے چندہ لکھوایا پھر مرکز کی مزید تحریک پر بڑھا کر 1600 روپے کر دیا اور وقت سے کافی پہلے ادا کرنے کی توفیق پائی۔

الشرکۃ الاسلامیہ کے لئے حصے خریدنے کی تحریک ہوئی تو اس میں بھی 5 روپے ادا کئے۔

31 مارچ 1993ء کو آپ نے سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تمام موصولہ آمدنی پر حصہ وصیت ادا کیا۔ مکان کی قیمت کی تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کر دیا اور دوسرا کام یہ کیا کہ ہمہ وقت سلسلہ کی خدمت میں جت گئے۔ تمام خدمات تمام صلاحیتوں کے ساتھ نظام جماعت کو پیش کر دیں۔ ان کا دائرہ ایک طرف محلّہ دارالعلوم شرقی اور وسطی میں پھیلا ہوا ہے۔ دوسری طرف دفتر امور عامہ اور دفتر صدر عمومی میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں جن کا تعلق ربوہ اور اس کی مضافاتی کالونیوں سے ہے۔

مضافاتی کمیٹی میں خدمات

بہت سے احباب نے ربوہ کے اردگرد کالونیوں میں مدتوں سے پلاٹ خرید رکھے تھے مگر نہ کبھی ان کا پتہ کیا نہ حد بندی کروائی جس کی وجہ سے بہت سے پلاٹ ملتے ہی نہ تھے یا دوسرے لوگوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ سب لوگ اور مرکزی دفاتر کے کارکنان بہت پریشان تھے۔

محترم والد صاحب نے ایک لمبا عرصہ چونکہ اشتمال اراضی کے سلسلہ میں گزارا تھا اور بہت دردمند دل بھی رکھتے تھے اس لئے آپ نے ایسے مظلوموں کی دادرسی کے لئے بے پناہ وقت دیا اور بہت مشقت اٹھا کر ایسے لوگوں کو حق دلوایا۔

مجھے یاد ہے کئی دفعہ دوپہر کو آرام کے وقت اور کئی دفعہ رات کے وقت احباب بغیر اطلاع کے گھر آتے تو خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرتے، قیمتی مشورے دیتے اور ضروری سمجھتے تو اسی وقت موقع پر جا کر ان کی امداد پر کمربستہ ہوتے۔ ان کی وفات کے بعد بیسیوں لوگوں نے اس سلسلہ میں ان کی گرانقدر امداد کا ذکر کیا۔ اس وقت کے صدر عمومی مکرم کرنل (ر) ایاز محمود صاحب اور موجودہ صدر عمومی مکرم اللہ بخش صادق صاحب دونوں نے بھرپور انداز میں ان کی خدمات کو سراہا۔

مکرم خادم احمد سعید صاحب ٹیچر ناصر ہائی سکول ربوہ نے لکھا۔

مرحوم کی خدمات جو آپ نے جماعتی سطح پر سرانجام دیں خصوصاً دفتر صدر عمومی میں وہ لوگوں کو ایک لمبا عرصہ تک بھولنے والی نہیں آپ اپنی بہترین صلاحیتوں کو اس سلسلہ میں کام میں لائے۔

مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب نے گی آنا سے لکھا۔

2008ء میں ان سے صدر عمومی کے دفتر میں ملاقات ہوئی تھی کسی کام کے متعلق راہنمائی حاصل کرنا مقصود تھا۔ انہوں نے پوری تفصیل سے راہنمائی کی۔

ربوہ اور مضافات کے پلاٹوں کے سلسلہ میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو 1994ء میں ایک خط بھی لکھا جس میں آئندہ ایسے جھگڑوں کے خاتمہ کے لئے کئی تجاویز بھی دیں جنہیں حضور نے پسند فرمایا اور متعلقہ محکموں کو ان پر عملدرآمد کی ہدایت فرمائی۔

1995ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے نام ایک خط میں نظام قضا سے متعلق بعض مشورے دیئے جن کو بھی حضور نے پسند فرمایا اور ان کو نافذ کرنے کی ہدایت جاری فرمائی۔

عطیہ چشم

آپ نے اپنی آنکھیں عطیہ چشم کے منصوبے کے تحت وفات کے بعد وقف کی ہوئی تھیں۔ اس کا کارڈ سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ کئی دفعہ ہمیں زبانی بھی بتایا اور اپنی یادداشتوں پر مشتمل رجسٹر کے پہلے صفحہ پر لکھا تھا کہ میں نے اپنی آنکھیں عطیہ کے طور پر دی ہوئی ہیں میری وفات کے فوراً بعد متعلقہ محکمہ کو اطلاع دی جائے۔

ان کی وفات کے بعد متعلقہ ادارہ کو اطلاع کی گئی مگر ڈاکٹر صاحب کے معائنہ کے بعد بتایا کہ مسلسل کمزوری کی وجہ سے ان کی آنکھوں کا کارنیا مزید استعمال کے قابل نہیں رہا۔ بہرحال خدا انہیں نیک نیتی کی جزا عطا فرمائے۔

سارے خاندان کو ربوہ لائے

آپ کی ایک اہم خدمت بلکہ کارنامہ اپنے سارے خاندان کو ربوہ ہجرت پر آمادہ کرنا تھا۔ آپ نے نہایت نامساعد حالات میں ربوہ کو اپنا مسکن بنایا اور اپنے خاندان کے لئے ہجرت کی راہ ہموار کی۔ خوشاب ایک پسماندہ علاقہ تھا اور تعلیمی لحاظ سے بھی بہت پیچھے تھا۔ ربوہ آکر ہم سب جماعت کے سائے تلے تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہوئے اور بہت سے وقف کی برکات سے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیل لکھتا ہوں۔

آپ نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے ربوہ میں پلاٹ خریدا جو محلّہ دارالعلوم شرقی میں (اب دارالعلوم وسطی میں) ایک کنال پر محیط تھا جو کیم جون 1966ء کو 750 روپے میں خریدا گیا بعد میں اس کا نصف حصہ اپنے چھوٹے بھائی مکرم عبدالحمید خان صاحب کو بیچ دیا تا کہ وہ بھی ربوہ آئیں مکان بنائیں اور دونوں بھائی مل کر رہیں۔

والد صاحب نے اپنے مکان کی تعمیر 1968ء میں شروع کی۔ مگر رقم بہت کم تھی 8 تا 18 نومبر 1968ء ایک کمرہ اور کچن ایک باتھ روم بنایا۔ جس پر 3300 روپے خرچ آیا۔ اس تعمیر کا فوری مقصد یہ تھا کہ ایک تو مرکز کی ہدایت کی تعمیل میں پلاٹ پر قبضہ ہو جائے دوسرے جب بھی ربوہ آئیں تو اسی مکان میں ٹھہریں۔ چنانچہ 1968ء کے جلسہ سالانہ پر اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ اسی مکان میں رہے۔

جلسہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ جوں جوں وسعت دیتا گیا مکان کا پھیلاؤ ہوتا رہا اور قریباً ہر تیسرے چوتھے سال کوئی نہ کوئی اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی تھوڑی سی رقم جمع ہوتی ہے میں اس سے مکان میں اضافہ کر دیتا ہوں۔ اب اللہ کے فضل سے یہ ایک قیمتی مکان بن چکا ہے۔ مکان میں اضافہ کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی ضرورت کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے کہ اس سے مہمانوں کو سہولت ہوگی۔

18 اگست 1972ء کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوشاب سے ہجرت کر کے اسی مکان میں شفٹ ہوگئے۔ اس سے قبل میرے چچا مکرم عبدالستار خان صاحب جو اس وقت جامعہ احمدیہ کے طالب علم تھے بعض دوستوں کے ساتھ اس مکان میں رہائش رکھتے رہے۔

مکان مہمان خانہ بن گیا

خود ربوہ شفٹ ہونے کے بعد تو ہمارا مکان سارے خاندان کے لئے مہمان خانہ بن گیا۔ دوران سال بھی رشتہ دار آتے۔ اجتماعات مشاورت اور جلسہ سالانہ کے ایام میں تو مکانیت کی گنجائش سے بڑھ کر افراد آجاتے جن کی خاطر صحن میں خیمہ بھی لگایا جاتا تھا۔

والد صاحب ایسے تمام مواقع پر مہمانوں کی پوری خدمت کی کوشش کرتے ان کی آمد سے قبل مہمانوں کی ضروریات کی اشیاء کی فہرست بنا کر مہیا کرتے مثلاً بستر، صابن، تولیہ، جوتی، چائے کا سامان اور مہمانوں کی پسند کی ضروری چیزیں وغیرہ۔

آپ کے اصرار اور امداد کے ساتھ آپ کے بھانجے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ پاکستان) کا خاندان ربوہ آیا اور اسی طرح دیگر افراد خاندان آہستہ آہستہ ربوہ شفٹ ہوتے رہے۔

صلہ رحمی

ان کی صلہ رحمی کہیں یا جذبہ مہمان نوازی کہ ہمارے گھر میں خاندان کے کئی افراد کی شادیاں ہوں۔ ان کے ایک بھائی، بہن اور بھانجے کی شادی تو مجھے بھی یاد ہے۔ ان مواقع پر وہ اپنے والد صاحب کی الگ نقد امداد بھی کرتے رہے۔

اپنے والدین کی بھرپور خدمت اور اطاعت کرتے تھے۔ شادی کے بعد بھی اپنی آمد کا بڑا حصہ والدین کے سپرد کر دیتے تھے۔ ان کے والد صاحب کا آپریشن دسمبر 1978ء میں ہوا۔ خرچ کافی زیادہ تھا۔ سب بھائیوں اور بہنوں نے حصہ لیا مگر سب سے زیادہ حصہ میرے والد صاحب کا تھا جس کی تفصیل انہوں نے اپنی یادداشتوں میں درج کی ہے۔

ان کے والد صاحب یعنی میرے دادا کے آخری ایام بھی ہمارے گھر میں گزرے۔ یہیں 4 جنوری 1981ء کو ان کی وفات ہوئی اور یہیں سے ان کا جنازہ اٹھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت والدین کو قبولیت سے نوازا۔

اپنے اہل خاندان کی خوشیوں اور غموں میں شامل ہوتے۔ مالی امداد میں بھی حصہ لیتے۔ ان کے کاروبار، روزگار کے سلسلہ میں مدد و معاون ہوتے۔ کبھی انہیں قرض کی ضرورت پیش آتی تو باوجود مالی فراخی نہ ہونے کے قرض بھی دیتے۔ شرعی حکم کے مطابق تحریر لیتے۔ اگر مقروض ادا کرنے سے قاصر ہوتا تو کچھ حصہ اور بعض دفعہ پورا حصہ بھی معاف کر دیتے۔ کئی افراد کو اپنے مکان کی ضمانت پر انجمن احمدیہ سے قرضہ دلوایا۔

خاندان کے ایک فرد گرفتار ہو گئے تو ان کی رہائی کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ اپنے تمام تعلقات کو استعمال کر کے ان کو ہر ممکن سہولت پہنچائی۔

خلافت سے محبت

خلافت احمدیہ سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کے والدین نے بچپن سے ہی جلسہ سالانہ اور دیگر اہم مواقع پر ربوہ آنے کی عادت ڈالی تھی اس لئے سارا خاندان 25 دسمبر کو دیگر اہل خوشاب کے ہمراہ جلسہ کے لئے سپیشل بس پر ربوہ آتا اور جلسہ ختم ہونے کے بعد 28 دسمبر کی رات کو خوشاب پہنچ جاتا۔

والد صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ کی نوبت خانہ والی تقریر جلسہ گاہ میں سننا یاد تھا اور جب کبھی یہ اقتباس شائع ہوتا یا میں اپنی تقریروں میں لکھتا تو ان کو وہ سارا منظر یاد آجاتا اور اس کی تفصیل سناتے۔

اسی محبت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جلسہ سالانہ قادیان 1991ء اور 3 دفعہ لندن اور جرمنی کے جلسوں میں شامل ہونے کی توفیق بخشی۔ جس کے سفرنامے بھی انہوں نے اپنے رجسٹر میں قلم بند کر رکھے ہیں۔

جلسہ یو۔کے 22 جولائی 1991ء تا 7 اگست 1991ء

جلسہ جرمنی و یو۔کے 15 جون 1996ء تا 27 ستمبر 1996ء

جلسہ یو۔کے و جرمنی 25 جولائی تا 25 اگست 2006ء

جب 1996ء میں جرمنی گئے تو خاکسار کا چھوٹا

بھائی عبدالسلام طارق جرمنی میں تھا اور اس کا گھر ناصر باغ سے قریب تھا جہاں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا تھا۔ اگر بھائی کسی وجہ سے نہ آسکتا تو سائیکل پر ناصر باغ چلے جاتے اور حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے۔

تنظیموں سے وابستگی

خدام اور انصار کے تمام مرکزی امتحانات میں شرکت کرتے اور پھر کامیابی کی سندات بڑے اہتمام سے فائل میں پروکر رکھتے۔ ان سندات پر حضرت مرزا طاہر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدران مجلس انصاراللہ کے دستخط ہیں۔

رمضان

روزے بھی باقاعدگی سے رکھتے۔ انہوں نے اپنا پورا ریکارڈ تحریر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 1996ء تک پورے روزے رکھتے تھے اس کے بعد بیماری کی وجہ سے چند روزے چھوڑنے پڑے۔ یہ سلسلہ 2005ء تک جاری رہا۔ جب روزے نہ رکھ سکتے تو بچوں سمیت سب کے روزے شمار کرکے خوش ہوتے کہ ہمارے گھر میں 2 یا 3 رمضان کے برابر روزے رکھے گئے ہیں۔

2005ء کے بعد روزے تو نہ رکھ سکتے تھے مگر شریعت کے مطابق فدیہ ضرور ادا کرتے۔

عید پر قربانی

ہر سال عیدالاضحی پر قربانی ضرور کرتے۔ مالی حالات تنگ بھی ہوتے تب بھی قربانی کا ناغہ نہ کرتے۔ اپنے رشتہ داروں، بچوں اور دیگر لوگوں کو بھی قربانی کی ترغیب دلاتے اور گوشت کا تیسرا حصہ گھر میں رکھ کر باقی غرباء اور نظام جماعت کے حوالے کر دیتے۔

جب خود صدر محلہ تھے تو سارا گوشت بڑی توجہ سے اکٹھا کرتے اور تمام مستحقین کو اپنی نگرانی میں بھجواتے اور تبھی چین سے گھر آتے جب سب لوگوں کو اپنا حصہ مل جاتا۔ اسی طرح قربانی کی کھالیں فوری طور پر متعلقہ جگہوں پر بھجواتے۔

بیرون ملک مقیم اپنے بیٹوں کی طرف سے قربانیاں بھی کرتے اور قربانی کے جانور کی تمام آلائشیں خود ٹھکانے لگاتے تاکہ گندگی اور آلودگی نہ پھیلے۔

سیر کے شوقین تھے

خود بھی سیر کے شوقین تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی اولاد بھی سیر کرے۔ چنانچہ مدتوں سے ہمارا دستور تھا کہ ہر سال 3،4 دن کے لئے سیر کے لئے اسلام آباد، مری لاہور وغیرہ جاتے جس کا سارا خرچ وہ خود برداشت کرتے۔ جوں جوں خاندان بڑا ہوتا گیا گروپ بھی بڑھتے گئے مگر وہ جس گروپ میں نہیں بھی ہوتے تھے اس کی بھی امداد کرتے تھے۔

شوق مطالعہ

حالات حاضرہ سے واقف رہنے کا بہت شوق تھا۔ اس مقصد کے لئے ہم نے الفضل اور ایک دوسرا اخبار ہمیشہ گھر میں آتے دیکھا جنہیں وہ تفصیل سے پڑھتے تھے۔ نیز ریڈیو سے خبریں باقاعدگی سے سنتے رات کو بی بی سی سے خبروں پر تبصرہ سننے میں ناغہ نہ کرتے۔ آخری دو سالوں تک ان کا قدیم شوق ریڈیو سے ہی وابستہ رہا۔ ٹی وی سے خبریں وغیرہ بہت کم سنتے۔ صرف حضور کے خطبات اور جماعتی پروگرام دیکھتے۔

لندن اور جرمنی جلسوں پر بھی گئے تو اردو اخبار خرید کر پڑھتے اور نہ ملتا تو بے چینی محسوس کرتے رہتے۔

اخبارات کے علاوہ کتب کے مطالعہ کا بھی شوق تھا۔ ربوہ سے خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر نئی شائع ہونے والی کتب اہتمام سے خریدتے اور کتاب کے شروع میں تاریخ خرید درج کرتے اور پھر یہ بھی لکھتے کہ یہ کتاب کب پڑھی ہیں۔ اس طرح انہوں نے روحانی خزائن، تفسیر کبیر اور تاریخ احمدیت کا پورا سیٹ ایک ایک جلد کرکے خریدا تھا۔

ان کی یادداشتوں میں کتب کی ایک لمبی فہرست ہے جو انہوں نے پڑھ رکھی تھیں۔

رفاہ عامہ

رفاہ عامہ کے کاموں سے بہت دلچسپی تھی۔ عام پبلک کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں رہتے۔ گھر کے ماحول اور نالی کی صفائی خود کرتے۔ اپنے محلّہ کی سڑکیں بنوانے میں اہم کردار ادا کیا۔ قانون سے واقف تھے۔ سرکاری افسران سے بار بار مل کر سڑکیں منظور کروائیں اور محلہ دارالعلوم کے اندر ابتدائی پکی سڑکیں ان کی کوششوں سے بنیں۔ محلہ میں بجلی کی تاریں ٹرانسفارمر اور سرکاری پانی مہیا کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔

ڈاکٹر حنیف احمد صاحب قمر نے لکھا۔

مجھے کچھ عرصہ میانوالی میں ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ ماشاءاللہ نہایت محنتی، جفاکش اور ڈسپلن کے پابند تھے۔ ملنسار اور خوش اخلاق وجود تھے مناسب الفاظ میں اپنے تجربات سے راہنمائی فرماتے۔ مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے۔

مکرم راجہ فاضل احمد صاحب نے لکھا۔

مرحوم نہایت کم گو اور شریف النفس شخصیت کے مالک تھے۔ صدر صاحب عمومی کے دفتر میں اکثر ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

مکرم محمد سعید قریشی صاحب ربوہ نے ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا۔

تقویٰ اور توکل

آپ نے 4 بیٹوں اور ایک بیٹی کی شادی کی سب معاملات خالص تقویٰ اور توکل کی بنیاد پر سرانجام دیئے۔ صرف یہ دیکھا کہ اچھے دیندار گھرانے ہیں اور کسی چیز کی نہ پرواہ کی نہ مطالبہ کیا۔ سب بہوؤں کو اپنی بیٹیاں سمجھا باپ کی طرح پیار دیا۔ اپنے داماد مکرم ظہیر احمد خان کو بھی بیٹوں کے برابر جگہ دی۔ جہاں تک ممکن ہوتا شادیوں کے بعد بھی سب کی امداد کرتے اور تحائف دیتے رہتے۔

دو بہوؤں نے جرمنی جانا تھا۔ ان کے والدین کو نہایت سادگی سے رخصت کرنے کے لئے کہا اور جہیز وغیرہ سے قطعی طور پر روک دیا۔ انہوں نے کچھ دیا تو براہ راست اپنی بیٹیوں کو دیا۔

ان کی وفات پر میری بیٹی فریحہ (عمر 10 سال) نے کاغذ پر لکھ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا جنہیں وہ شعر کہتی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں پل کر میں نے زندگی شروع کی۔ آپ کو اللہ نے بہت خوشیاں دکھائیں۔ میرے دادا بہت نیک اور سب کے پیارے تھے۔

وقت کی پابندی

وقت کے بہت پابند تھے اور دوسروں سے بھی یہی توقع کرتے تھے۔ مدتوں سفر کرکے ملازمت پر بروقت حاضر ہوتے۔ بارش ہو، آندھی ہو گرمی سردی ہو وہ ہمیشہ لمبا سفر کرکے بروقت پہنچے۔ خواہ وہ ڈیوٹی ہو خواہ کوئی تقریب ہو کسی کے ساتھ جانا ہوتا تو وقت سے پہلے انہیں بے چینی شروع ہو جاتی اور اس وقت وہ آرام سے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

ان کے بارہ میں ہم ازراہ مذاق بے تکلف مہمانوں کو سنا دیتے تھے کہ اگر آپ بروقت نہ آئے تو ہم کھانا وقت پر شروع کر دیں گے۔

شادی اور اولاد

آپ کی شادی 1959ء میں اپنی چچازاد زرینہ اختر سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 4 بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

1۔ خاکسار عبدالسمیع خان مربی سلسلہ
2۔ عبدالسلام طارق صاحب جرمنی
3۔ شائستہ ظہیر اہلیہ مکرم ظہیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ یو۔کے
4۔ عبدالصبور خان صاحب ربوہ
5۔ عبدالشکور خان صاحب جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اپنے گھروں میں خوش اور صاحب اولاد ہیں اور سب گھروں میں واقفین نو پرورش پا رہے ہیں۔ والد صاحب کی بیماری کے عالم میں ساری اولاد نے حسب استطاعت خدمت کی توفیق پائی۔

نیک انجام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے نیک انجام پایا۔ وصیت کا حساب مکمل تھا۔ ربوہ میں فضل عمر ہسپتال میں وفات ہوئی۔ بیت مبارک میں جنازہ ہوا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ کثیر احباب شریک تھے۔ حضور نے بھی جنازہ غائب پڑھایا۔ ساری اولاد تدفین کے موقع پر موجود تھی۔ بیشمار احباب تشریف لائے اور تعزیت کی۔ مرحوم کی خوبیاں یاد کیں۔ ان کی مغفرت اور ہمارے لئے برکات جاری رہنے کی دعائیں کیں۔

کسی نے کہا انہوں نے ربوہ ہجرت کرکے خاندان کی قیادت کی اور اب بہشتی مقبرہ کے توسیع منصوبے میں ہمارے خاندان میں سب سے پہلی قبر آپ کی ہے۔

اس دنیا میں نیک انجام کی مظہر یہی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں ان کی دعاؤں اور خوبیوں کا وارث بنائے۔ آمین

اپنے مضمون کے آخر پر اپنی اہلیہ شائستہ پروین صاحبہ کے تاثرات اور مختصر نوٹ درج کرتا ہوں جو بے ساختہ جذبات کے حامل ہیں۔

اباجی کی یادیں

دل اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا کہ اباجی ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ جب ان کے گھر جائیں تو پوچھیں گے کیا حال ہے بچے کیسے ہیں۔ ایک محبت کرنے والا وجود دعاؤں کا خزانہ تھے۔ جب بھی کوئی پریشانی ہوتی ان سے دعا کا کہہ کر دل مطمئن ہو جاتا۔

جب گزرے وقت کو یاد کرتی ہوں ان کی آواز میری سماعت سے ٹکراتی ہے۔ آج سے یہ میری بیٹی ہے۔ پھر آپ اپنی بیٹی بنا کر اپنے گھر لے آئے اور آج تک باپ سے بڑھ کر پیار دیا۔ کبھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ میں اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آئی ہوں۔ نہایت نرم دل، اپنے پرائے سب سے محبت کرتے۔ غریبوں کا خاص خیال رکھتے۔ وقت سے پہلے بیت الذکر جاتے۔ نماز روزہ کے پابند تھے۔ رمضان میں روزوں کا خاص اہتمام کرتے۔ جمعہ کو بھی عید کی طرح مناتے۔ نماز جمعہ تکلیف اٹھا کر بھی بیت اقصیٰ پڑھنے جاتے۔ ہر وقت گھڑی ہاتھ پر ہوتی کہ کہیں نماز سے دیر نہ ہو جائے۔ بیماری کی حالت میں بھی لیٹے لیٹے نماز پڑھتے رہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہے۔ خود ساری عمر شہر شہر نوکری کی مگر بچوں کو ربوہ میں رکھا۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنا حساب صاف کیا ہوا تھا۔

تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے خدمت دین کے لئے اپنا ایک بیٹا بھی وقف کیا، آپ کی ان قربانیوں کو جاری رکھنے کے لئے آپ کے پوتے اور ایک نواسہ بھی وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

اپنے پوتے پوتیوں سے بے انتہا پیار کرتے تھے۔ ان کا ماہوار جیب خرچ مقرر کیا ہوا تھا۔

آپ بہت مہمان نواز تھے جب بھی کوئی مہمان ان کے گھر عیادت کے لئے جاتا سب سے پہلے اس کی مہمان نوازی کرتے۔ آپ بہت نرم مزاج پیاری شخصیت کے مالک تھے۔

خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم رائے ناصر مسعود منگلا صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے کاظم مسعود نے 7 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے جس کی آمین کی تقریب میں مقامی مربی صاحب نے موصوف سے قرآن کریم سنا اور پھر دعا کروائی۔ موصوف مکرم رائے محمد معصوم منگلا صاحب مرحوم سابق صدر جماعت چک منگلا ضلع سرگودھا کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے خاص فضل سے عزیزم کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد رفیع خان شہزادہ صاحب صدر محلہ دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

ہمارے محلہ کے ایک مخلص دوست مکرم خالد مجید صاحب ولد مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم مورخہ 25 اگست 2010ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے بعمر 66 سال وفات پاگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 27 اگست کو بیت راجیکی میں مکرم مقصود احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، کم گو اور نیک شہرت رکھنے والے تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

ایمبولینس سروس کیلئے نئے نمبرز

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی ایمبولینس سروس کو بہتر کرنے کیلئے مندرجہ ذیل تین نمبروں کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ 0323-6216011, 0313-6216011
0303-6216010

یہ نمبر صرف ایمبولینس سروس کیلئے ہی مختص ہیں اور ان سے کسی ایکسٹینشن (Extension) پر کال ٹرانسفر نہ ہو سکے گی۔ اس لئے باقی سہولتوں کیلئے پرانے نمبروں پر ہی رابطہ کریں جو یہ ہیں۔
047-6216010,6216011,6216012

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

ولادت

مکرم نور احمد عابد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم شاہد لطیف احمد پاشا صاحب جرمنی کو مورخہ 7 جون 2010ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام منادی احمد تجویز ہوا ہے نومولود حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے نیز باسعادت اور خادم دین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال ٹورانٹو کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

میری بڑی بہو مکرمہ بدر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم لئیق احمد خورشید صاحب چند گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد مورخہ 22 جولائی کو 52 سال کی عمر میں ٹورانٹو کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ محترم ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ گھر کی ذمہ داریوں اور بچوں کی تربیت کرنے کے علاوہ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے پروگراموں میں بہت شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ MTA کینیڈا کے بچوں کے پروگراموں کی تیاری بھی آپ کے سپرد رہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بچے دیئے جن میں سے دو کی شادی ہو چکی ہے اور دو بچے عزیزہ نازیہ اور نداء زیر تعلیم ہیں۔ مرحومہ ایک خدمت گزار بہو اور مثالی بیوی ہونے کے علاوہ رشتہ داری کی تمام ذمہ داریوں کو بخیر وخوبی ادا کرنے والی تھیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کی مغفرت فرماتے ہوئے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

بندش بجلی

جناب نگرفیڈر مورخہ 4 سے 7 ستمبر 2010ء تک بوقت صبح 6 بجے سے ساڑھے 12 بجے تک بسلسلہ تبدیلی HT/LT لائن تحصیل چوک چنیوٹ بند رہے گا۔ جس کی وجہ سے دل خوشاب، دارالیمن، باب الابواب، دارالبرکات، فیکٹری ایریا، ناصر آباد، نصیر آباد کی بجلی بند رہے گی۔

(اسسٹنٹ مینیجر فیسکو سب ڈویژن ربوہ)

کلاس نہم کے نتائج

(نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

جماعت نہم کے بورڈ کے امتحانات 2010ء میں گرلز سکول نصرت جہاں اکیڈمی کی 45 طالبات نے شرکت کی اور بفضل اللہ تعالیٰ سب طالبات نے کامیابی حاصل کی۔ شانزے جمال بنت مکرم جمال الدین نور صاحب نے 455/480 نمبر حاصل کر کے اول، فارعہ منصور بنت مکرم منصور احمد تاثیر صاحب نے 445/480 نمبر حاصل کر کے دوئم اور خولہ احمد بنت خواجہ ایاز احمد سجاد صاحب اور عزیزہ فضہ تسکین بنت مکرم عبدالغفور صاحب نے 444/480 نمبر حاصل کر کے سوئم پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ کے فضل سے 9 طالبات کے نمبر 90% سے اوپر ہیں۔ 28 طالبات نے A+، 15 طالبات نے A اور 2 طالبات نے B گریڈ حاصل کیا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان طالبات کو آئندہ بھی نمایاں کامیابی عطا فرمائے نیز ادارہ اور ان طالبات کو مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین

کلاس نہم کے نتائج

(مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ کی 39 طالبات نے جماعت نہم کے سالانہ امتحان بورڈ 2010ء میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 11 طالبات نے A One گریڈ، 14 طالبات نے A گریڈ، 7 طالبات نے B گریڈ اور 4 طالبات نے C گریڈ میں کامیابی حاصل کی جبکہ 3 طالبات کی مختلف مضامین میں کمپارٹمنٹ آئی۔ سکول میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والی طالبات کے نام بغرض دعا تحریر ہیں۔

رمشہ اکبر بنت مکرم اکبر شاہ صاحب 439/480 اول، حافظ فارعہ نعیم بنت مکرم نعیم اللہ خان ملہی صاحب 430/480 (دوئم)، ماہرہ سحر بنت مکرم محمد یونس صاحب 428/480 (سوئم)

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبات کو ہر میدان میں کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے اور نافع الناس وجود بنائے۔ آمین

(پرنسپل مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ڈرمیکسو اینڈ ڈرمو کیور کریم
داغ دھبے، چھائیاں، کیل کاٹ جائے، جلد جل جائے
نیز بھلبیری کے آغاز میں بھی مفید
قیمت -/30 روپے
-/15 روپے
طبیبوں کو خصوصی رعایت
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک
رحمت بازار ربوہ رابطہ: 0333-6568240

روسی ناول نگار ترگنیف

آئیوان سرگیوچ ترگنیف روس کا ایک مشہور ناول نگار تھا۔ وہ 9 نومبر 1818ء کو ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم ماسکو اور سینٹ پیٹرز برگ میں حاصل کرنے کے بعد 1838ء میں برلن چلا گیا جہاں اس نے فلسفہ اور کلاسیکی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ جرمنی سے واپسی پر وہ سرکاری ملازم ہو گیا مگر طبیعت کی نامناسبت کی وجہ سے اس نے جلد ہی استعفیٰ دے دیا اور ساری زندگی انشاء پردازی کے لئے وقف کر دی۔

اس نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے کیا لیکن اس فن میں اسے خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی 1845ء میں اس کی پہلی نثری تصنیف A Sportsman Sketches شائع ہوئی۔ یہ مختصر کہانیوں کا مجموعہ تھا۔ اس تصنیف نے اسے ادبی دنیا میں ایک اہم مقام کا حامل بنا دیا۔

اس کے بعد ترگنیف نے کہانیوں کے کئی مجموعے اور کئی ناول تحریر کئے۔ A nest of Gentle Folk، Fathers and Sons نے اس کی شہرت اور ہر دلعزیزی کو عروج پر پہنچا دیا۔ Fathers and Sons کا اردو ترجمہ "قربتیں اور فاصلے" کے نام سے پاکستان ٹیلی ویژن سے بھی نشر ہو چکا ہے ترگنیف کا آخری ناول Vergin Soil تھا جو 1876ء میں شائع ہوا۔

1878ء میں وہ ریڑھ کی ہڈی کے جان لیوا سرطان میں مبتلا ہوا اور اسی مرض میں 3 ستمبر 1883ء کو انتقال کر گیا۔

ملیریا سے بچاؤ

آجکل عام طور پر ہسپتال میں ملیریا کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملیریا سے بچاؤ کیلئے درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔

☆) گھر سے باہر کیاریوں اور اردگرد کے ماحول میں سپرے کروانے کی ضرورت ہے۔

☆) دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لگوائیں۔ اگر جالی لگی ہوئی ہو تو انہیں بند رکھیں۔

☆) خصوصاً رات کے اوقات میں Repellant میٹس اور جلیبی ٹائپ رنگ وغیرہ استعمال کریں۔

☆) گھروں کی چھتوں اور صحن میں سونے کی صورت میں مچھردانی استعمال کریں۔

☆) گھروں کے باہر پانی کھڑا ہونے نہ دیا جائے۔ ڈسٹ بن اوپر سے ڈھکے ہونے چاہئیں اور ان کو فوری طور پر خالی کر دیا جائے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

☆......☆......☆

مکرم امتیاز احمد نوید صاحب

سہ روزہ تربیتی کلاس

مجلس انصاراللہ الاروسرکٹ، نائیجیریا

مورخہ 11 تا 13 جون 2010ء کو مجلس انصار اللہ الاروسرکٹ، نائیجیریا کو اپنی سہ روزہ تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اس تربیتی کلاس کا آغاز مورخہ 11 جون 2010ء کو بعد نماز عصر بیت الناصر جامعہ احمدیہ الارو میں ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا قصیدہ کے بعد پہلی تقریر مکرم الحاجی عبدالرحمان صاحب نے کی جس کا موضوع ''حصول تقویٰ کے ذرائع'' تھا۔ بعدہٗ مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا اور نماز عشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تاکید کردہ دعائیں زبانی یاد کروائی گئیں۔

اگلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11 جون 2010ء کا خلاصہ سنایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جامعہ احمدیہ کے فٹ بال گراؤنڈ میں انصاراللہ نے ورزش کی۔

دوسرے دن کا اجلاس صبح 10 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا ''سیرۃ النبی ﷺ'' کے موضوع پر تقریر مکرم معلم عبدالقہار Olowonmi صاحب نے کی۔ دوسری تقریر ''سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ'' پر ہوئی جو معلم اوگن کامی (Ogunkanmi) صاحب نے کی۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا اور پھر کھانے کا وقفہ ہوا۔ نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد ''تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر جنرل ڈسکشن ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد ایک تقریر ہوئی جس کا موضوع ''متحد ہوکر رہنے کے فوائد'' تھا۔

تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ بعد نماز فجر سوال و جواب کی محفل ہوئی جس میں حاضرین کے روزمرہ امور کی بابت پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جامعہ احمدیہ کے فٹ بال گراؤنڈ میں انصاراللہ نے ورزش کی۔

تیسرے دن کا اجلاس صبح 10 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا ایک تقریر جس کا عنوان تھا ''گھروں میں دینی ماحول اور تربیت اولاد'' پر ہوئی۔ جو مکرم الحاجی ایم۔ایم۔الاکا (Alhaji M.M.Alaka) صاحب نے کی۔ اس کے بعد نمائندہ نیشنل صدر مجلس انصار اللہ نائیجیریا مکرم Adegboyega صاحب نے شاملین تربیتی کلاس کو مفید نصائح کیں۔ دعا کے ساتھ یہ سہ روزہ تربیتی کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

کفالت یکصد یتامیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ فرمودہ 26 فروری 2010ء میں کفالت یکصد یتامیٰ کے موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس میں احمدی یتیم بچے اور بچیوں کی تربیت اور نگہداشت و مالی معاونت کی خاطر تمام احباب جماعت کو عموماً و مخیرّ حضرات کو خصوصاً یتامیٰ فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ''یتیم جو بعض لحاظ سے بعض اوقات احساس کمتری کا شکار ہو کر اپنی صلاحیتیں ضائع کر دیتے ہیں ان کی ایسی رنگ میں تربیت ہو جو ان کو معاشرے کا بہترین فرد بنادے پس نہ زیادہ سختیاں اچھی ہیں نہ ضرورت سے زیادہ نرمی بلکہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کرنا بھی ضروری ہے اور یہ جس طرح ماں باپ کے سائے تلے رہنے والے بچے کا حق ہے اسی طرح ایک یتیم کا بھی حق ہے۔''

حضور انور نے یتامیٰ کی مالی معاونت کے بارہ میں فرمایا ''اسی طرح پاکستان میں رہنے والے مخیرّ احمدی حضرات بھی اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔''

حضور انور کے اس بابرکت ارشاد کی روشنی میں تمام احباب کی خدمت میں عموماً و مخیرّ حضرات کی خدمت میں خصوصاً مودبانہ عرض ہے کہ ارشاد خداوندی فاستبقوا الخیرات کی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔''

پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احباب کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت ڈالے اور معاشرے کے اس قابل رحم طبقے کی زیادہ سے زیادہ مالی معاونت کر کے ان کی دعاؤں کے مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ ربوہ)

درخواست دعا

مکرم چوہدری محمد صفدر گھمن صاحب بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال کے I.C.U میں داخل ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں کامل و عاجل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب منتظم تربیت نومبائعین مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ ابن محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کو شدید بخار ہے۔ گردن پر گلٹی نکلی ہے جس کی وجہ سے طبیعت بہت خراب ہے۔ احباب جماعت سے ان کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ایک طویل عرصہ سے کمر میں درد ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں سحر و افطار 3 ستمبر

انتہائے سحر	4:20
طلوع آفتاب	5:42
زوال آفتاب	12:08
وقت افطار	6:33

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
فون نمبر: 0476216109
موبائل: 0333-6707165

ربوہ اور گردونواح میں سکنی زرعی کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
ربوہ پراپرٹی سنٹر
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ
فون آفس: 047-6213550
پروپرائٹر: عامر گوپے راہ 0333-9797450

عید کے موقع پر خصوصی رعایت
لاہور چوڑی محل اینڈ جیولری سنٹر
ہول سیل ریٹ پر انڈین ہر قسم کی جیولری خرید فرمائیں
پروپرائیٹر: مبشر احمد 03336546889
النور مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم کا چشمہ فیض
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
ہر ماہ 5-4-3 تاریخ کو عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 7-6 تاریخ کو دوکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمٰن کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون 047-6212755-6212855
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 12-11-10 تاریخ کو NW-741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نز ظہور الٹراساؤنڈ سیدپور روڈ راولپنڈی
فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280
ہر ماہ 17-16-15 تاریخ کو 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 20-19-18 تاریخ کو شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گریڈ اسٹیشن واپڈا مین روڈ گلشن راوی لاہور
فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388
ہر ماہ 24-23 تاریخ کو ضیاء روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر
فون: 063-2250612 موبائل: 0302-6650961
ہر ماہ 27-26-25 تاریخ کو حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی ملتان
فون: 061-4542502 موبائل: 0300-6470099
10 جوہر دیو فاروق ایونیو آخری سٹاپ وفاقی کالونی نیو کیمپس لاہور
فون: 042-5301661
باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں۔
حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
مطب حمید (رجسٹرڈ)
ہیڈ آفس: پنڈی بائی پاس نز دشیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel:055-3891024-3892571 Fax:+92-55-3894271
E-maiL:mate_e_hameed@hotmail.com
E-maiL:mata_e_hameed@yahoo.com
سب آفس: مطب حمید مشہور دواخانہ گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel:055-4218534-4219065
E-mail:matahabmeed@hotmail.com

FD-10

ربوہ گرائمر سکول
نوٹس داخلہ برائے B.Sc کلاسز (صرف طالبات کے لئے)
بفضلہ تعالیٰ سکول ہذا میں SEPTEMBER 2010 سے B.Sc کلاسز کا اجراء کیا جارہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے سلیبس کے مطابق، 18 ماہ کے اس کورس کیلئے شہر کی خواتین اساتذہ نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔
اہلیت F.Sc اور F.A (Maths) ایسی طالبات بھی درخواستیں دے سکتی ہیں جن کا نتیجہ ابھی نہیں آیا اور وہ توقع رکھتی ہیں کہ پاس ہو جائیں گی۔
داخلہ کے طریق، مضامین کے انتخاب، اوقات کار اور دیگر معلومات کیلئے دفتری اوقات میں تشریف لائیے یا بذریعہ فون رابطہ کریں۔
برائے رابطہ 27/1 دارالصدر شمالی ربوہ 047-6215676